بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, August 13, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at 10.30 of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾

[ترجمہ: وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے۔ تو تم اپنے پروردگار کی
کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, August 13, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at 10.30 of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

RECITATION FROM THE HOLY QURAN

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾

[ترجمہ: وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے۔ تو تم اپنے پروردگار کی
کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے

ہیں۔ دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے۔ تو تم اپنے پروردگار کی کون کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں]۔

POINT OF ORDER *RE:* BOWING BEFORE THE CHAIR ON THE ENTERING OF ASSEMBLIES IN THE HOUSE

جناب چیئرمین : جی جناب قاضی صاحب۔

قاضی حسین احمد : جناب چیئرمین پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں یہ طریقہ ہے کہ ممبران آتے ہیں۔ یا قومی اسمبلی کے سپیکر یا سینٹ کے چیئرمین جب آتے ہیں تو وہ پہلے جھکتے ہیں۔ جھک کر اجازت مانگتے ہیں اس کے بعد بیٹھتے ہیں میں نے اخبار میں پڑھا ہے۔ Proceedings تو میں نے نہیں پڑھی لیکن اخبار میں پڑھا ہے کہ قومی اسمبلی کے بعض ممبران کی توجہ دلانے پر انہوں نے انہوں نے اپنے رولز آف پروسیجر میں تبدیلی کی ہے اور جھکنے کی بجائے ہاتھ سینے پر یا سینے کے بائیں طرف رکھتے پر انہوں نے یہ tradition اپنا لی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ ہماری روایات اور اقدار کے زیادہ قریب ہے تو اگر آپ اجازت دیں تو یہاں سینٹ میں بھی اسی procedure کو adopt کیا جائے۔

جناب چیئرمین : قاضی صاحب، نیشنل اسمبلی نے جو رولز adopt کیے ہیں وہ میں نے چار دن پہلے منگوائے ہیں لیکن وہ ابھی تک پرنٹ نہیں ہوئے تو وہ مجھ تک پہنچے نہیں ہیں۔ کچھ ایسے رولز ہیں جو انہوں نے ہمارے follow کئے ہیں۔ مثلاً ہم نے سٹینڈنگ کمیٹی کا پہلے ہی یہ رول بنا دیا ہے چیئرمین، ممبران میں سے ہوں گے۔ Call attention notice ہے۔ اور کچھ چیزیں ہیں جو ہم نے پہلے کی ہوئی تھیں۔ یہ جو چیز ہے کہ کس طرح ہم کریں۔ میرے خیال میں مناسب یہ ہوگا کہ ہماری جو کمیٹی ہے رولز والی وہ اس پر غور کر

لے۔اور چیزیں بھی دیکھ لیں۔ کچھ چیزیں ایسی ہوں گی جو نیشنل اسمبلی نے کی ہوں گی وہ شاید اچھی ہوں، ہمارے لیئے بھی اچھی ہوں۔ اس کو بھی دیکھ لیں۔ اور پھر آپ جو فیصلہ کریں گے میرے خیال میں اچھا فیصلہ ہوگا۔ وہ مناسب رہے گا۔ اسے دیکھ لیں انہوں نے غالبًا یہ رکھا ہے کہ جس وقت سپیکر آتے ہیں تو السلام علیکم کہتے ہیں۔ اس کے بعد جب ممبران آتے ہیں تو روایت ہے جھکنے کی لیکن انہوں نے کہا کہ سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے ایسے کر دیں۔ اس پر سوچ لیں۔ یہ ٹھیک ہے یا کوئی اور چیز جو آپ کے ذہن میں آئے جو ہماری اقدار، ہماری روایات کے مطابق ہو تو سوچ لیں۔

سید فصیح اقبال : جناب والا اس پر فیصلہ جلدی کیجئیے۔

جناب چیئرمین : اس کا ذکر کل آپ نے بھی کیا تھا۔ اس کا فیصلہ رولز کمیٹی کرے گی۔

سید فصیح اقبال : رولز کمیٹی کو آپ ریفر کر دیں۔

جناب چیئرمین : کیا ہوا ہے۔ وہ رولز میرے پاس آ جائیں تو میں چاہتا ہوں کہ سارے ان کو دے دوں کہ سب میں سے دیکھ کر اور بھی کوئی اچھی چیز ہے تو وہ بھی ہمارے سامنے لے آئیں۔ یعنی ان رولز میں تین چار اور چیزیں بھی تو ہوں گی۔ مثلاً ایک رول یہ بنایا گیا ہے کہ ممبر اگر کوئی arrest ہو تو اسے بلانے کے اختیارات دیئے گئے ہیں۔ اسے بھی دیکھنا چاہیئے۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب چیئرمین! میں حیران ہوں، کہ یہ مسئلہ شروع ہے نیشنل اسمبلی میں بھی کہ جھکنا چاہیئے یا نہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس جھکنے اور اس جھکنے میں بہت فرق ہے۔ ایک جھکنا politeness, humbleness کو ظاہر کرتا ہے۔ دوسرا وہ ہے جو آدمی degrade ہو کر جھکتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ ان دونوں میں فرق کیوں نہیں کیا جاتا۔ اب یہ ضروری ہے کہ دایاں ہاتھ یہاں ہو، بائیں ہاتھ وہاں ہوں۔ یہ کون سی روایت ہے۔ یہ اسلامی روایت تو نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : بہر حال آپس میں آپ discuss کرلیں۔

(مداخلت)

انجینئر سید محمد فضل آغا : گزارش کرسکتا ہوں جی؟

جناب منظور احمد گچکی : یہ degrade ہونے کی نشانی نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو humblness کی نشانی ہے۔

جناب چیئرمین : یہ بھی ہوسکتا ہے کہ داخل ہوتے ہوئے سلام کردیں۔ سید فضل آغا صاحب۔

انجینئر سید محمد فضل آغا : جناب یہ تو سینٹ میں پہلے سے چلا آرہا ہے۔ ہم جب بھی آتے رہے ہیں تو ایوان کو سلام کرتے رہے ہیں۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ قاضی صاحب اور معزز اراکین پہلے سے یہ کرتے رہے ہیں۔ میرے خیال میں اس پر قدغن تو نہیں ہے کہ اس پر اتنی debate کی ضرورت ہے۔ جو صاحب آتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ یوں مناسب ہے تو یوں کرلیا کریں اگر جھکنا مناسب سمجھتے ہیں تو جھک لیا کریں۔ آپ اور ہم تو ویسے ہی سلام کرتے رہے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایشو اتنی debate کے لئے نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : فتح محمد خان صاحب۔

جناب فتح محمد خان : جناب میری عرض یہ ہے کہ وہ سلام کرتے ہیں تو ٹھیک ہے سلام کریں۔ یا معمولی سا جھکیں۔ یہ کوئی سجدہ تو نہیں ہے۔ وہ جب زمین پر گر جاتے ہیں تو سجدہ ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ ہمارے کچھ علاقے میں اس طرح ہے۔

جناب فتح محمد خان : نہیں ہے۔ میں نے تو نہیں دیکھا جی۔

جناب چیئرمین : کیوں جام صاحب سندھ میں یہ روایت ہے؟

سید عبداللہ شاہ : وہاں ہاتھ باندھتے ہیں۔

جناب فتح محمد خان : وہاں یہ راویت نہیں ہے۔

جناب چیئر مین : ان سب سے یہی بہتر ہے کہ آپ کمیٹی میں بیٹھ کرا چھی طرح اس پر بحث کر کے فیصلہ کر لیں۔ اقبال احمد خان صاحب ہماری رولز کمیٹی کے چیئر مین ہیں وہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ وہاں سے رولز مل جائیں۔ تو پھر سارے ان کو دے دیں کہ بھئی دیکھ لیں۔ جو اچھی چیز ہے اسے لے لیں۔

قاضی حسین احمد : میں نے جناب والا! اسی لئے نہ degrade کی بات کی نہ اسلامی روایات کی نہ میں نے دوسری روایات کی بات کی۔ میں نے اسی لئے آپ کو متوجہ کیا ہے اور یہ عرض کیا ہے کہ یہ لوگ یہ کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہمارے اس پورے ریجن میں افغانستان سے لے کر برصغیر پاک و ہند کا جو ریجن ہے اس پورے میں سینے پر ہاتھ رکھ کر تعظیم کرنا یہ ہمارا ایک اسلامی اقدار ہے یہ ہندوؤں کا ہے۔ ان کی طرف سے یہاں پر رو گیا ہے۔

(مداخلت)

قاضی حسین احمد : اس لئے میں یہ عرض کرتا ہوں۔ وہاں سندھ میں بھی میں نے دیکھا ہے کہ لوگ اسی طرح کرتے ہیں۔ جو ہماری اپنی اقدار و روایات کے پابند لوگ ہیں وہ یہ کرتے ہیں۔ میں نے اس کا کوئی ذکر نہیں کیا کہ یہ شرعاً جائز ہے یا ناجائز۔ میں نے اپنی روایات و اقدار کے مطابق جو زیادہ قریب تو ہے۔ اس کو اختیار کرنے کا ذکر کیا ہے اور uniformity ہونی چاہیئے۔ جو فضل آغا صاحب نے کہا ہے کہ ہم پہلے سے یہ کرتے رہے ہیں۔ ہم کرتے رہے ہیں لیکن اگر uniformity ہو جائے تو بہتر ہے۔

جناب عبدالرحمٰن جمالی : جناب ہمارے ہاں بالکل ایسے ہاتھ کرتے ہیں۔ یہ تعظیم کی ایک روایت ہے۔ سندھ میں ہاتھ جوڑتے ہیں۔ مگر اس ایوان کے لئے سب سے اچھی unfortunity یہ ہو گی کہ ہم سلام کر لیا کریں۔

جناب چیئر مین : بہر حال آپ لوگ فیصلہ کر لیں کمیٹی میں۔ پھر جو بھی آپ کریں

گے۔

سید فصیح اقبال : پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین : جی۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین، اس سے متعلق نہیں۔ میں ایک بڑے اہم مسئلے پر ایوان کی توجہ دلا رہا ہوں۔ بلوچستان ایک ہفتے سے سیلاب میں ہے۔ اور زبردست بارشوں کی وجہ سے پورا بلوچستان، لسبیلہ پانی میں ڈوبا ہوا ہے۔ تمام سڑکیں ختم ہو گئی ہیں۔ پانچ چھ دن سے communication نہیں ہے بلوچستان میں۔ اور ابھی تک وفاقی حکومت کی طرف سے نہ کسی نے کور کیا ہے جبکہ، ہمارے اتنے ماشاءاللہ وزراء بیٹھے ہوئے ہیں اور میں ایوان کی طرف سے وزیراعظم صاحب کی خدمت میں بھی درخواست کروں گا آپ کے توسط سے کہ جب تک اسمبلی یا سینٹ میں اس کا واویلا نہ کیا جائے اس بارے میں کبھی بھی حکومت کے کان پر جوں نہیں رینگتی۔ اتنی بڑی cabinet ہے، کسی کو بھی خیال ہو بلوچستان کا۔ آج مکران میں تین دن سے بارش ہو رہی ہے۔ سارا مکران ڈوبا ہوا ہے۔ سڑکیں ساری کٹ گئی ہیں۔ لسبیلہ میں وہاں ایک تو ہماری فصل نہیں ہے۔ اور نصیر آباد کا عالم یہ ہے کہ اس کے بارے میں تمام اخبارات میں خبریں چھپی ہیں۔ تو میں آپ سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ ہمارے علاقے کو calamity hit قرار دیا جائے۔ اس کا حکومت بلوچستان نے اعلان کر دیا ہے۔ لیکن کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے۔ ہمارے پاس سڑکیں بند ہیں۔ سڑکوں کی مرمت کے پیسے نہیں ہیں۔ آپ یہ دیکھئے کہ کتنا بڑا مسئلہ ہے۔ ایک صوبہ آپ کے دوسرے صوبوں سے منقطع ہو گیا ہے۔ سندھ سے جیکب آباد کا علاقہ منقطع ہو گیا ہے۔ تو آپ کی توجہ دلا رہا ہوں۔ کیونکہ اس کے لئے اگر میں اخبارات میں انٹرویو دوں تو پندرہ دن، جب سیلاب ختم ہو گا تو باری آئے گی۔

جناب چیئرمین : جی جام کرار صاحب۔ جام کرار صاحب کی بات سن لیں۔ سنا ہے کراچی میں بھی کافی تباہی آئی ہے۔

جام حاجی کرار الدین : جناب بلوچستان میں اتنی حالت خراب ہے کہ میرے خیال میں اس پر بحث ہو جائے ایک دو دن کے لئے تو اچھا رہے گا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! ہمارے صوبے کو آفت زدہ قرار دیا جائے تمام علاقے میں ایسی بارشیں ہوئی ہیں کہ وہاں غریب لوگ ہیں اور وہاں فصلیں بھی برباد ہوئی ہیں اور گھر بھی، سیلاب گھر بہالے گیا ہے۔

جناب چیئرمین : عبداللہ شاہ صاحب آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

Syed Abdullah Shah: Sir, on the same issue, I have two resolutions. So, I would request you (Mr. Chairman) that, if they are taken on the next Private Members Day, they are urgent matters and pertain to the floods.

Mr. Chairman: We will do that. I think that is the appropriate thing.

جناب چیئرمین : جی جناب لالیکا صاحب۔

جناب عبدالستار لالیکا : جہاں تک فصیح اقبال صاحب نے فرمایا ہے بلوچستان میں بارشوں کے متعلق، تو وزیراعظم صاحب اس کے متعلق intouch ہیں۔ اور انہوں نے کل مجھے ہدایت کی تھی اور اس کے متعلق میری صوبائی حکومت سے بات ہوئی ہے اور ان کی جو بھی ضرورت ہو گی اس کا ہم مطالعہ کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ حکومت اس کی طرف پوری توجہ دے گی۔

QUESTIONS AND ANSWERS

Mr. Chairman: Thank you Now we go on to the Question hour Question No. 15 Syed Iqbal Haider Shah.

Syed Abdullah Shah: On his behalf six.

15. ***Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Production be pleased to state whether it is a fact that the Management of

Pak-Saudi Fertilizers Limited, has reduced wages of its workmen by Rs. 700 per month in March 1992 and dismissed 112 workmen, if so, its reasons?

Engr. Islam Nabi: The Management of Pak Saudi Fertilziers Limited has neither reduced the wages nor dismissed any of its workmen.

Syed Abdullah Shah: Supplementary Sir. Sir will the honourable Minister make a categorical statement that if all produce those people who have been dismissed from service he will order their re-instatement and also take the action against the person the has given him wrong information?

(interruption)

سید عبداللہ شاہ : جناب میرا سوال یہ تھا کہ جن لوگوں کو سروس سے dismiss کیا گیا ہے وہ اگر ہم منسٹر صاحب کے سامنے بیان کریں تو کیا وہ ان کی بحالی کے حکم صادر فرمائیں گے اور جنہوں نے غلط جواب دیا ہے ان کے خلاف وہ کیا ایکشن لیں گے۔

انجینئر اسلام نبی : جناب والا اس میں تھوڑی سی وضاحت کی ضرورت ہے پاک سعودی فرٹیلائزرز نے اپنے کسی بھی یعنی ملازمین کو برطرف نہیں کیا یہ جو برطرفی کا ذکر ہے یہ اصل میں پاک سعودی فرٹیلائزر میں ٹھیکیدار جو Bagging stiching and loading کا کام کرتا تھا اور اس نے اپنے آدمیوں کو برطرف کیا تھا اور اس کے بعد یہ ہوا کہ ان لوگوں نے این آر سی میں اپیل کر دی پاک سعودی فرٹیلائزر کے خلاف جو اپیل وہاں سے dismiss ہو گئی ہے اور اس بنا پر کہ یہ پاک سعودی فرٹیلائزر کے ملازم نہیں اس لئے اس قسم کا کوئی ایکشن لینا یا اس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

Syed Abdullah Shah: Another supplementary, Sir. Will the Minister be pleased to state that for how many years these persons were working with this contractor and then they were subsequently removed from service?

انجینئر اسلام نبی : اس کی انفارمیشن منگانی ہو گی کیوں کہ اس وقت ہمارے پاس یہ انفارمیشن نہیں ہے۔

Syed Abdullah Shah: No, Sir this is a suppementary he should be prepared for that.

انجینئر اسلام نبی : اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ یہ سوال ہمارے پاس دو دن پہلے آیا تھا نارمل ایک ہفتے کا ہوتا ہے اگر ہمیں تھوڑا وقت دے دیا جائے تو اطلاع آ جائے گی یہ سوال ہمیں دو دن پہلے ملا ہے۔

Syed Abdullah Shah: Question may be deferred. Sir, till he is ready with the answer.

Syed Muhammad Fazal Agha: Contractor is a private organization, I con't China government is supposed to furnish the information.

Syed Abdullah Shah: Agha Sahib is not a Minister Sir, so he should not give answer on his behalf.

جناب چیئرمین : اس میں دقت یہ ہے کہ اگر عدالت نے بھی یہ کہہ دیا ہے کہ یہ کسی پرائیویٹ کنٹریکٹر کے ملازمین تھے اور پاک سعودی فرٹیلائزر کی ذمہ داری نہیں بنتی then it really pertains to the private company کہ وہاں کتنی دیر رہے کتنا عرصہ رہے کیوں dismiss کیا گیا۔

سید عبداللہ شاہ : میں نے عرض کیا ہے کہ جو contractor ہے۔

he is a contractor or Pak Saudi Fertilizer Factory these people have been working with him for a number of years and they have been summarily dismissed so. I dont know, how they say for that they are not responsible for Pak Saudi Fertilizer.

جناب چیئرمین : پھر یہ ہے کہ وہ این آئی آر سی میں گئے اور این آئی آر سی نے

بھی ان کی اپیل dismiss کر دی اس بنا پر کہ وہ ٹھیکیدار کے ملازم ہیں پاک سعودی فرٹیلائزر کے ملازم نہیں۔

Syed Abdullah Shah: Sir this is a new answer that is given to me and I said you can defer it because I also got material on this thing.

جناب چیئرمین : آپ انفارمیشن منگوالیں۔اس کو next rota day پر رکھ لیتے ہیں اگلا سوال۔

16. ***Mian Alam Ali Laleka:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state:

(a) whether it is a fact that president's pride of performance award is given to the persons coming from various walks of life on 14th August each year;

(b) the name of the recipients, if any of President's Pride of Performance award bestowed upon the agriculturists during the last five years; and

(c) whether there is any proposal under consideration of the government to give such awards to the agriculturists on 14th August, 1992?

Lt. Gen. (Retd.) Malik Abdul Majid: (a) Yes.

(b) The total number of recipients of President's Pride of Performance award during the last five years is eight.

The details are as under:

1-1987:

Nil.

II-1988:

(Pride of Performance)

1. Dr. M. Saeed Iqbal Khan,
   Principal, Scientific Officer, Nuclear Institute of Agriculture and Biology, Faisalabad.

2. Dr. Abdl majid,
   Director General, Rice Research Institute, Kala Shah Kaku.

III-1989:

3. Ch. Abdus Salam,
   Senior Scientific Officer, Cotton Research Institue, Multan.

(Tamgha-i-Imtiaz)

4. Dr. Ilahi Bux Bhatti,
   Vice Chancellor, Agriculture University, Tandojam.

5. Dr. Badr-ud-Din Soomro,
   Director General, Agriculture Research Institute, Tandojam.

IV-1990:

(Pride of Performance)

6. Mr. Munir-ud-Din Khan,
   Cotton Botanist, Cotton Research Station, Multan.

7. Mr. Abdul Karim Khan,
   (Retd.) Director, Parks and Recreation, Karachi Municipal Corporation.

V-1991:

8. Mr. M. Siddiq Akbar Bokhari,
   Cotton Farmer, 15-The Mall, Mutlan Cantt.

(c) Yes. Certain recommendations have been made. These are under consideration of the Government.

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پانچ سال کے عرصے میں آٹھ صدر صاحب کے حسن کارکردگی کے تحفہ جات دیئے گئے ہیں اور ان آٹھوں میں سے ایک تحفہ صدیق اکبر خان بخاری جو کاٹن کے فارمر ہیں اور واقعی اچھے فارمر ہیں ان کو دیا گیا ہے باقی تحفہ جات بھی جائز اور برحق دیئے گئے ہیں لیکن وہ لوگ شعبہ تحقیق سے منسلک ہیں میرے عرض کرنے کا منشاء یہ ہے کہ شعبہ تحقیق والے تحقیق کرتے ہیں تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان حالات میں جو کھیتی باڑی کرنے والے لوگ ہیں و زمین پر کام کرتے ہیں ان سے یہ تفاوت کیوں برتا گیا ہے اور آٹھوں میں سے صرف ایک کو کیوں دیا گیا ہے اور دوسروں کی حوصلہ افزائی کیوں نہیں کی گئی درایں حالانکہ تھوڑی ملکیت والے کاشتکار جس طرح اپنی روح و جان کا رشتہ برقرار رکھے ہوئے ہیں جس طرح اپنی عزت و ناموس کو محفوظ رکھے ہوئے ہیں وہ بھی کسی حسن کارکردگی سے کم نہیں، تحفہ دیں یا نہ دیں لیکن وہ بھی ان کی کارکردگی کی ایک انتہا ہے درمیانی ملکیت والے کاشتکار جناب والا جس طرح barket farming کرتے ہیں اور جس طرح سبزیاں اگاتے ہیں اور شہروں میں سبزیوں کا انبار لگا دیتے ہیں وہ بھی حسن کارکردگی کے لحاظ سے کم نہیں۔

جناب چیئرمین : تو آپ کا سوال کیا ہے۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا میرا سوال یہ ہے جناب والا کہ کاشتکاروں کو کیوں محروم رکھا جاتا ہے طباچیوں کو، گانے والیوں، کاٹیکوں کو تحفے دیئے جاتے ہیں تو اس ملک میں کاشتکاروں کو کیوں محکوم رکھا جاتا ہے ان سے کیوں یہ سلوک کیا جاتا ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : جناب والا معزز رکن کا سوال قدرے درست ہے میں آپ کی وساطت سے صرف اتنا عرض کر سکتا ہوں کہ یہ حکومت ۱۹۹۰ء کے اواخر میں آئینی اور سال میں ایک دفعہ جو پہلی دفعہ جو working agriculturist بخاری وہ ہماری recommendation پر ہوا اس عرصے میں جن کو یہ

یا طوائف کہتے ہیں ان میں سے کسی کو نہیں دیا گیا، ساتھ ہی میں یہ non-agriculture بھی عرض کروں گا کہ اس دفعہ کی جو recommendation گئی ہوئی ہے میں قبل از وقت نام نہیں لینا چاہتا جب تک award announce نہیں ہوتے لیکن پانچ میں سے تین جو ہیں وہ Working Farmers ہیں۔

سید فصیح اقبال : جناب والا وزیر موصوف نے بڑی......

جناب چیئرمین : آپ سوال پوچھیں تقریر نہ کریں۔

سید فصیح اقبال : سوال یہ ہے جناب والا کہ پھل پیدا کرنے کے لئے جب یہ agricuturists کو دیتے ہیں تو اس میں پورے پاکستان کے agriculturists ہوتے ہیں اس میں پھلوں کی پیداوار کے سلسلے میں ہمارے ان جن کاشتکاروں نے کمالات کیئیے ہیں یعنی چیری پیدا کر کے زیارت کے زمینداروں نے کمال کر دکھایا ہے تو کبھی اس طرف بھی وزیر موصوف نظر کرم کریں اور ان پھل پیدا کرنے والوں کو بھی شامل کریں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : جناب والا ایک دفعہ پھر میں ریفر کرتا ہوں کہ اس مرتبہ میں نے جو recommendations بھیجی ہیں ان میں ایک very advanced horticulture programme کے former ہیں although he happens to be from the NWFP but we also taking all these people fully into consideration.

جناب چیئرمین : حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد : جناب وزیر خوراک وزراعت زحمت فرمائیں گے کہ کیا اس لسٹ میں شوگر ملوں میں اضافے کی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے گنے کے کاشتکاروں کے لیئے بھی کوئی ایوارڈ رکھا گیا ہے کیوں کہ کاٹن کی تو ضرورت نہیں رہی ساری شوگر ملیں لگی ہوئی ہیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : جناب چیئرمین، دراصل سمجھنے کی بات

یہ ہے pride of performance ملتے ہیں یہ at large or unlimtied number تو کئی ہوتے نہیں اس کا procedure یہ ہے کہ صوبے ہمیں اپنے اپنے کاشتکاروں کے نام بھیجتے ہیں اس کے بعد محکمے ہیں کچھ وہ بھیجتے ہیں پھر ان کو ہم scrutinize ہیں میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ سب فصلات کے اگانے والے جو ہیں ان میں destinguished لوگ ہیں لیکن سب کو بیک وقت نہ recommend کیا جا سکتا ہے نہ Pride of performance مل سکتا ہے اس میں یقین دلاتا ہوں کہ مختلف جو areas of crops ہیں ان سب کو ہم consideration میں لیتے ہیں۔

Syed Abdullah Shah: Sir will the honourable Minister be pleased to consider a gentleman by name Ahmad Hassan who has translated the Holy Quran in Sindhi poetry not prase and I think this is the only language in which the Holy Book has been translated in poetry, to give a pride of performance award to this gentleman, he is deceased now, he is no more there, he is from Badeen.

<u>لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک</u> : جناب چیئرمین یہ performance تو بڑی amendable ہے لیکن یہ agriculture field میں نہیں آتی at best it goes into the Education Ministry

<u>جناب چیئرمین</u> : یہ جو نام لے رہے ہیں انہوں نے سندھی میں Poetry میں قرآن کو translate کیا ہے تو اس نام کو آپ جو متعلقہ وزارت ہے اس کو تجویز بھیجوا دیں۔

<u>لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک</u> : میں متعلقہ وزارت کو بھیجوا دوں گا۔

جناب ظریف خان مندوخیل۔ جناب والا یہ مرکزی کمیٹی جو حسن کارکردگی کے تمغے دیتے ہیں ان میں بلوچستان کی نمائندگی ہے یا نہیں۔

<u>لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک</u> : جناب سب سے بڑی نمائندگی تو یہ ہے

کہ سب سے پہلے ہم صوبوں سے سفارشات مانگتے ہیں بلوچستان حکومت جو نام بھیجتی ہے اوران کے جو ممبر ہیں ایک ہماری کمیٹی میں موجود ہیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔

جناب شہزاد گل : جناب والا! سوال یہ پوچھا گیا تھا۔
"the name of the recipients, if any of President's pride of performance award bestowed upon the agriculturists...."

یہ سات ایواڈ جو دیئے گئے ہیں یہ تو سرکاری ملازم ہیں کوئی پرنسپل ہے کوئی وائس چانسلر ہے یہ agriculturists نہیں ہیں۔ یہ بتایا جائے کہ یہ agriculturists ہیں یا نہیں ہیں اگر یہ agriculturists نہیں ہیں تو پھر سوال کے جواب میں ان کے نام دیکر غلط بیانی کی گئی ہے پھر یہ جواب آنا چاہیئے تھا کہ کسی agriculturists سیٹا کولن سالون میں نہیں دیا گیا صرف ۹۱ء میں ایک agriculturists کو دیا گیا ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہماری حکومت نے ایک ہی دفعہ نام بھیجے ہیں اس میں agriculturists بھی ہیں جن کو ملے ہیں لیکن دوسری عرض یہ کرنی ہے کہ یہ کہنا کاٹن کے جو ایک expert ہیں جس نے originally یہ heat reisstance quality جو ہے اس کو evolve کیا ہے اگر اس کو ایگریکلچر فیلڈ سے نکال دیں تو کس میں کریں شاید اس ایک آدمی کی اتنی contribution ہے جتنی بہت سے لوگوں کو مل کر نہیں ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ جو Scientists ایگریکلچر ریسرچ کرتے ہیں وہ اس نعرے میں ضرور آتے ہیں۔

جناب چیئرمین : Next سوال نمبر ۱۷ جناب عالم علی لالیکا۔

17. ***Mian Alam Ali Laleka:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state:

(a) whether it is a fact that Gypsum used in the farms for reclaiming saline soil is in short supply in the market, if so, the

steps the Government has taken to overcome the shortage; and

(b) reasons for large scale advertisement campaign in the media when the product is in short supply?

Lt. Gen. (Retd.) Malik Abdul Majid: (a) The Procurement and Distribution of Gypsum is being undertaken by the Provincial Governments undc the Productivity Enhancement Programme. Reportedly there is some shortage of supply on account of the programme in its initial stage and the limited crushing capacity in the provinces. The teething troubles of a new programme are being overcome and in the coming months there should be an abundance of supply of gypsum in the provinces.

(b) The Federal Government has not undertaken any advertisement campaign in the media. The Programme undertaken by the provinces is to educate the farmers and promote the use of Gypsum on affected soils. Supply will gradually catch up wtih demand.

<u>جناب چیئرمین</u> : سپلیمنٹری۔

<u>میاں عالم علی لالیکا</u> : جناب والا! وزیر زراعت صاحب نے جواب میں وہ بات کی ہے کہ صاف چھپتے بھی نہیں سامنے آتے بھی نہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ Productivity Enhancement Programme کے تحت چشم جو ہے وہ مہیا کی جاتی ہے Productivity Enhancement Programme کو صوبوں والے regulate کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ساتھ انہوں نے اپنے بری الذمہ ہونے کا جواز پیش کر دیا۔ پھر فرماتے ہیں کہ

"Reportedly there is some shortage of supply on account of the programme in its initial stages...."

کہ کچھ قلت ہے میں عرض کرتا ہوں کہ شدید قلت ہے ان کو اپنے جواب سے قطعی صرف نظر کرنا چاہئیے اور بری الذمہ ہونا چاہئیے یا اس کا بوجھ اپنے ذمہ لینا چاہئیے۔ جناب والا میں حیران ہوں کہ انہوں نے جواب کے جز "ب" میں فرمایا ہے کہ اشتہار مرکزی حکومت

نہیں دیتی۔ صوبائی حکومت اشتہار دیتی ہے تو اس سے زراعت پیشہ لوگوں کی تربیت کرنا مطلوب ہوتی ہے اب میں حیران ہوں کہ اس میں تربیت کا کونسا پہلو نکلتا ہے کہ جپسم ڈالو کھیت میں۔ اپنے ریجنل مینجر سے جپسم حاصل کرو جبکہ جپسم مل ہی نہیں رہی جناب والا میں یہ پوچھوں گا کہ یہ کیا طرز عمل ہے اگر ٹوبوں کا معاملہ ہے تو پھر اس سے صاف طور پر دستکش ہو جائیں ہم صوبائی حکومتوں سے نبرد آزما ہوں اور اگر ان کی نوازشات پر انحصار کرنا ہے تو از راہ کرم ساری ذمہ داری خود قبول فرمائیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : جناب چیئرمین میرے بھائی عالم علی لالیکا سے نبرد آزما ہونا تو میرے بس کی بات نہیں ہے اور نہ ہی صوبائی حکومتوں کی ہو گی میرا خیال تھا کہ لالیکا صاحب شاید کچھ ہمارے حسن کارکردگی کے بارے میں کچھ الفاظ کہہ دینگے اس ملک میں agriculture field میں سالہا سال سے یہ consciousness ہے کہ جپسم کی از حد ضرورت ہے This is the first time گزشتہ سال فنانس منسٹری کی مہربانی سے میں نے ایک ہزار ملین روپے لیکر Productivity Enhancement Programme ایک پروگرام چلایا ہو جپسم کو دی جپسم کی بوری اس وقت سات روپے میں زمیندار کو ملتی ہے جس میں چار روپے بوری کی قیمت ہے۔ یہ پروگرام چونکہ پچھلے سال کے وسط میں شروع کیا گیا اتنے بڑے پروگرام کو ٹیک آف کرنے کے لیئے ,it takes time you know it very well and we know it very well infrastructure نہیں ہے پروڈکشن آف جپسم نہیں ہے جو کریش لگاتے ہیں وہ کوئی باہر سے منگوا رہے ہیں کوئی ادھر سے لے رہے ہیں اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ پہلی چیز تو یہ ہے کہ یہ پروگرام جو پانچ سال کے لیئے شروع کیا گیا ہے اور سارے صوبہ جات کو بتدریج پیسے دیئے گئے ہیں اور انہوں نے یہ پروگرام چلا لیا ہوا ہے میرے پاس figures ہیں کہ کیا انہوں نے distribute کیا ہے۔ یہ ضرور ہے کہ shortage ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس ایکشن کو commend کرنا چاہیئے۔ now it was in the take off stage in the last 6

months. It has now taken off, I am sure you will see improved distribution as well as a great lead in the production.

جناب محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا دراصل زمینداروں اور کاشتکاروں کو جو شکایت ہے وہ تو جپسم کی low quality کی ہے اس کوالٹی کے تدارک کے لئے کیا کیا کیا جارہا ہے لوگوں کو agriculturists کو خالصتاً مٹی مل رہی ہے وہ جپسم ہے ہی نہیں اور جہاں جپسم ہے جہاں کی percentage 78% or 95% ہے وہاں سے لوگوں کو جپسم نہیں مل رہا بلکہ قریب تر mine سے مٹی مل رہی ہے اس کا کیا تدارک کیا جارہا ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) ملک عبدالمجید: جناب چیئرمین فاضل ممبر کا جو سوال ہے اس کی شکایات ہمیں ویسے بھی آئی ہیں اس کے لئے ہم نے صوبوں سے اطلاعات بھی مانگی ہیں اور کچھ investigate بھی کر رہے ہیں مجھے سمجھ نہیں آتی کہ ان لوگوں کو ملاوٹ کرنے کی ضرورت کیا ہے کیونکہ گورنمنٹ ان کو 5% فیصد سے زیادہ سبسڈی اور ان کو پیسے دے رہے ہیں ہمارے جپسم کی جو کوالٹی ہے وہ مختلف جگہوں سے مختلف آرہی ہے وہ ہم نے تفصیلات منگوائی ہوئی ہیں کوہاٹ کے ایریا میں سے اچھا نکل رہا ہے ڈیرہ غازی خان سے میڈیم ہے چکوال کے ایریا سے not so good and so on اس کے حساب سے ہم اس کو ensure کر رہے ہیں کہ یہ جپسم جو ہے جو pure form میں ہے form وہ کسانوں تک پہنچے۔

جناب عبدالرحمٰن جمالی: کیا وزیر صاحب بتائیں گے کہ چاروں صوبوں میں ایک ہی ریٹ پر جپسم سپلائی ہو رہا ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) ملک عبدالمجید: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۱۸ ڈاکٹر محمد ریحان صاحب۔

18. ***Mr. Muhammad Rehan:** Will the Minister for Health be pleased to state the names, designation, place of domicile of the employees in B-11 and above working in the Jinnah Post Graduate Medical Centre, Karachi?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: Information is at Annex-I.

(Annexure has been placed in the Senate Library).

جناب چیئرمین : سپلیمنٹری۔

ڈاکٹر محمد ریحان : ضمنی سوال جناب وزیر صاحب سے یہ پوچھا چاہوں گا جو لسٹ تفصیل سے مہیا کی گئی وہ بالکل ٹھیک ہے اس میں کتنے لوگوں کو پچھلے دو سال میں بھرتی کیا گیا ہے۔

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب والا پچھلے دو سال سے تو ban تھا جیسے کہ گورنمنٹ کی پالیسی تھی اس میں کوئی نئی بھرتی نہیں ہوئی۔

جناب چیئرمین : جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا لسٹ تو ہمیں مہیا نہیں کیا گیا جنہوں نے سوال کیا ہے انہیں دیتے ہیں لیکن میں نے اس کو دیکھا ہے اس میں ۴۱۴ ملازم ہیں بی ٹو سے لیکر اوپر تک۔ اس میں صرف ۱۲ بلوچستان سے ہیں کیا میں پوچھ سکتا ہوں۔ بلوچستان کا کوٹہ کب تک پورا کیا جائیگا الف (ب) جیسا کہ میں نے سنا ہے کہ ہیلتھ کے جتنے بھی ڈیپارٹمنٹ ہیں یہ صوبوں کو دیئے جا رہے ہیں اور فیڈرل گورنمنٹ سے wind up کر رہے ہیں تو کیا وہ ملازمین جو کسی بھی particular صوبے سے تعلق رکھتے ہیں لیکن دوسرے صوبے میں کام کر رہے ہیں ان کے لئے کیا arrangement ہوگا اگر وہ واپس ہوں گے تو کیا دوسرا صوبہ ان کو لینے کے لیئے تیار ہوگا میرے سوال کے دو پارٹ ہیں۔

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب ان کے دو سوال ہیں ایک تو یہ ہے کہ کوٹہ کب پورا ہو گا ہو تا یہ ہے کہ کوشش کی جاتی ہے فیڈرل institution میں تمام صوبوں کے کوٹے کے مطابق بھرتی کی جائے بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ کسی سیٹ میں جو صوبائی کوٹہ ہوتا ہے وہ ڈاکٹر وہاں پر apply نہیں کرتے یا ان کو میسر نہیں آتے تو فوری طور پر کسی اور صوبہ کا وہاں پر لگادیا جاتا ہے کوشش ہماری یہی ہوتی ہے کہ کوٹے کو پورا کیا جائے یہاں بھی جو کمی بیشی ہے اس کو انشاءاللہ جلد پورا کیا جائے گا دوسرا ان کا سوال ہے کہ ان کو wind up کیا جا رہا ہے یہ میں عرض کر دوں کہ کوئی ایسی پالیسی نہیں ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے جو institutions ہیں ان کو صوبوں کے حوالے کیا جائے لہٰذا اس سوال کا کوئی ایسا جواب نہیں ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! اس کو میں اور مزید clear کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے جیسے وزیر موصوف فرمارہے ہیں کہ فیڈرل گورنمنٹ جو ہے وہ invite کرتا ہے اور کوٹے کے لحاظ سے رکھتا ہے سوال یہاں پیدا ہوتا ہے کہ جناح پوسٹ گریجویٹ میڈیکل سنٹر کوئٹہ سے اس قدر نزدیک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ شاید کوئٹہ سول ہسپتال میں جانا پسند نہیں کریں گے اور کراچی میں ترجیح دیتے ہیں یہاں پر تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر موصوف صحیح بیان نہیں کر رہے ہیں میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا یہ ۱۲ آدمی لئیے ہیں اور ہمارا کوٹہ جو بنتا ہے ۲۵، ۳۰ اس کے بارے میں کوئی assurance تو دیں کہ کب یہ پورا کریں گے مستقل طور پر یہ کہنا کہ ابھی ہم کوشش کر رہے ہیں "انشاءاللہ ہو گا" جناب والا، یہ انشاءاللہ کا لفظ ہم بیس سال سے سن رہے ہیں اور ان بیس سالوں میں انشاءاللہ انشاءاللہ کر کے ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں، کم از کم practical implementation کے لئے وہ ہمیں کب تک assurance دیں گے کہ یہ کوٹہ پورا کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین : وزیر صحت،

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب والا! میں بالکل ان کو assurance دینا چاہتا ہوں

جیسے ہی ہماری سیٹس ہوں گی اور بلوچستان سے اور دوسرے صوبوں سے لوگ apply کرینگے، ان کے کوٹہ کے مطابق ان کو دیا جائے گا۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ بعض اوقات چھوٹے صوبوں سے لوگ apply نہیں کرتے یا apply کرتے ہیں تو turn up نہیں ہوتے ہیں وہ آتے نہیں ہیں وہ اپنے صوبوں میں رہنا پسند کرتے ہیں یا کسی اور جگہ چلتے جاتے ہیں تو اس وجہ سے پھر وہ سیٹیں خالی رہ جاتی ہیں یا پھر دوسرے صوبوں سے ان کو پر کیا جاتا ہے تو یہ ان کو ذرا understand کرنا چاہیئے، قطعاً اس میں discrimination نہیں ہے اور خاص طور پر جب سے ہماری حکومت آئی ہے اس چیز کا خاص طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے اندر کوٹہ کو صحیح طور پر رکھا جائے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : شکریہ۔ فضل آغا صاحب،

سید محمد فضل آغا: جناب چیئرمین، گچکی صاحب نے صحیح فرمایا ہے کہ یہ آج کی بات نہیں ہے جب سے ہم اس ہاؤس میں آئے ہیں یہی سن رہے ہیں۔ جناب والا، آپ کو بھی بخوبی علم ہے کہ بلوچستان کی نمائندگی ہم ہمیشہ کرتے رہے ہیں اور اس کے حقوق پر debate کرتے رہے ہیں۔ کسی بھی وفاقی ادارے میں بلوچستان کا ۳ء۵ کا جو کوٹہ ہے حالانکہ یہ آج ۱۴ء۵ بنتا ہے، کبھی پورا نہیں ملا ہے۔ اسی معزز ہاؤس کے فلور پر وزیر خزانہ جناب سرتاج عزیز صاحب بھی یقین دہانی کرائی تھی۔ ۹۰۔۱۹۹۱ء کے سیشن میں کہ آئندہ کے آنے والوں کوٹوں میں ہم آپکا پورا خیال رکھیں گے۔ لیکن یہی لارالپہ بلوچستان کے لوگوں کو دیا جارہا ہے اور کر آج تک اس کی تلافی نہیں ہوئی ہے گردیزی صاحب بہت محترم ہیں، مجھے افسوس ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ وہاں کے لوگ apply نہیں کرتے ہیں یا کسی وجہ سے آتے نہیں ہیں یہ facts نہیں ہے اگر ایسا ان کو ان کے سیکرٹریٹ نے بنایا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔ ہم اس ہاؤس میں بلوچستان کے ۱۹ نمائندے بیٹھے ہوئے ہیں ہم سب کی برابر کی یہ concern بلوچستان کی فیڈرل level پر کسی بھی محکمے میں کوٹہ کے مطابق

نمائندگی نہیں ہو رہی ہے اور جب ہم واپس بلوچستان جاتے تو ہمیں بہت برا بھلا کہا جاتا ہے کہ ہم سوائے اس کے وہاں سینٹ سے تنخواہ اور ٹی اے ڈے لیتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے۔ یہاں تک کوٹہ کے حساب سے جو کہ ۱۹۸۱ء کے حساب سے ۳ء۵ fix ہے پر عمل نہیں کرا سکے اور backlog clear نہیں کر سکے، تو میری گزارش ہے کہ تمام کابینہ سے کہ کم از کم جب آپ ban lift کریں تو بلوچستان کا کوٹہ کے لحاظ سے جو backlog ہے وہ ہمیں دیا جائے تاکہ جو وہاں deprivation کا احساس ہے وہ جو احساس محرومی ہے جو کہ صحیح participation نہ ہونے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے، اور وہ ہے اسے دور کیا جائے۔ آئندہ سے کوٹہ کا خیال رکھا جائے اور بلکہ جو پچھلا کوٹہ رہتا ہے وہ بھی دیا جائے شکریہ۔

سید تسنیم نواز گردیزی : میں ان کو یہ یقین دہانی کراتا ہوں کہ ابھی جو سیٹس خالی ہوں گی ان میں بلوچستان کے کوٹہ کا خیال رکھا جائے گا۔ میں اپنے تمام اداروں میں اس بات کا جائزہ لیتا ہوں اور جہاں بھی کمی بیشی ہے، backlog ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسے پورا کیا جائے گا۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل : جناب والا۔

جناب چیئرمین : جناب مندوخیل صاحب،

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا۔

جناب چیئرمین: اب مشکل پیدا ہو گئی ہے، تین مندوخیل ہو گئے ہیں میرا خیال ہے کہ اب اس طرح کرتے ہیں کہ کہ مندوخیل ا۔ منوخیل ا۔۲"، مندوخیل ۳،۔۔۔جی صوبیدار خان منوخیل۔

جناب صوبیدار خان مندوخیل : جناب والا! ہمارے فضل آغا صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے۔ یہاں سنٹرل سیکرٹریٹ میں ہمارے بلوچستان کی کوئی نمائندگی نہیں ہے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ بلوچستان سے سیکشن آفیسر، ڈپٹی سیکرٹری اور جائنٹ سیکرٹری کے level کے آفیسر یہاں deputation پر رکھے جائیں۔ اس کا انتظام کیا

جائے ہم جب لوگوں کے مسائل کے سلسلے میں سیکرٹریٹ جاتے ہیں تو ہم وہاں دھکے کھاتے ہیں میں اپنی بات کرتا ہوں کہ ہمیں کسی چیز کا پتہ نہیں ہوتا ہے۔ جتنے بھی scholarships بیرونی ممالک سے آتے ہیں یا اپنے ملک سے ملتے ہیں، ان کے بارے میں کہتے ہیں کہ ہم نے اخبار میں اشتہار دیا ہے لیکن لوگ نہیں آتے ہیں۔اب یہ اخبار میں اس دن دیتے ہیں جس دن انٹرویو ہوتا ہے۔اس لئے میں گزارش کروں گا کہ یہاں ہر محکمے میں بلوچستان سے ڈیپوٹیشن پر آفیسرز تعینات کئے جائیں۔

جناب چیئرمین : یعنی کوٹہ پورا ہونا چاہیئے۔جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا، میں وزیر صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کے علم میں ایسے cases آئے ہیں کہ جو لوگ already سروس میں ہیں ان کو victimize کیا جاتا ہے اور انہیں وہاں سے نکالا جاتا ہے کیا وزیر صاحب کے علم میں یہ بات ہے کہ جو already وہاں ہیں جو تعداد میں پہلے ہی کم ہیں ان کو بھی victimize کر کے غیر اصولی طور پر نکالا جاتا ہے، کیا ایسے cases وزیر صاحب کے پاس آئے ہیں۔

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب کس کو victimize کیا گیا ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : کیا آپ کے پاس ایسے cases آئے ہیں۔

جناب چیئرمین: کیا آپ کے پاس کوئی ایسی بات سامنے آئی ہے۔

سید تسنیم نواز گردیزی: یعنی کسی صوبے کے کسی آدمی کے متعلق بات ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : نہیں، یہ جو ۱۲ آپ کے پاس ہیں کیا ان میں سے آپ کے پاس کسی کی ایسی شکایات آئی ہے کہ وہاں کی اتھارٹی نے انہیں تنگ کیا ہے اور وہاں سے انہیں نکالا جا رہا ہے۔

سید تسنیم نواز گردیزی : نہیں میرے پاس کوئی ایسی شکایت نہیں آئی ہے۔

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں کہ کوئی بھی نہیں آئی ہے۔

(مداخلت)

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا، اصل حقیقت یہ ہے جو لوگ کوٹہ پر بھرتی ہوتے ہیں انہیں پھر اپنے محکموں میں تنگ کیا جاتا ہے خواہ یہ لاہور میں ہوں یا کراچی میں بھی۔

جناب چیئرمین : بہر حال اگر آپ کے نوٹس میں ہے تو بتادیں۔

سید فصیح اقبال : جناب والا، آپ نے دیکھا ہے کہ ایک سوال پر ہمارے تمام اراکین جس طرح تشویش کا اظہار کیا ہے، یہ میرے خیال میں نوٹ ہو گیا ہے میں عرض کرتا ہوں کہ جیسے کہ مندوخیل صاحب فرمارہے ہیں کہ ایک آدمی کو victimize کیا تھا، اس کو انہوں نے اب rectify کر دیا ہے، اب واپس بحال بھی کر دیا ہے اور پر موشن بھی دے دی ہے ڈاکٹر ترین ہیں Cardo Vescular میں ہیں۔ کیا آپ سمجھ گئے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ یہ منتخب نمائندوں کو associate کر لیں، یہ مسئلہ بھرتی کا نہیں ہے بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ یہ کام خفیہ ہوتا ہے۔ مختلف محکموں میں۔ اگر یہ کام خفیہ نہ ہو تو بلوچستان میں ڈاکٹر اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ وہاں سے ڈاکٹر نہ ملنے کی شکایت پیدا نہیں ہو سکتی۔ حالت یہ ہے کہ ہر سینٹر اور ایم این اے کے ساتھ یہاں ڈاکٹر آئے ہوئے ہیں۔

جناب والا، آسامیوں کی بھرتی کے سلسلے میں میں سمجھتا ہوں کہ تشہیر مناسب طریقے سے نہیں ہو رہی ہے۔ اب یہ کرتے ایسے ہیں کہ روزنامہ ڈان میں یا پاکستان ٹائمز میں اشتہارات دیتے ہیں جو کہ بلوچستان میں بہت کم پڑھے جاتے ہیں اس طرح وہ اپنا فرض پورا کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : یعنی لوکل اخبار کو دینا چاہئے۔

سید فصیح اقبال : جی ہاں،

جناب چیئرمین : کیوں جی،۔ لوکل اخبارات میں بھی اشتہارات دیا کریں۔

سید تسنیم نواز گردیزی : بہتر جی،

سید فصیح اقبال : اور یہاں نمائندوں کو بھی شامل کریں جو یہاں elected ہیں۔

جناب چیئرمین : بہتر جی، سوال نمبر ۱۹۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب، آخری ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : پوچھ لیں جی،

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب والا مجھے بڑی خوشی ہے کہ کافی ممبران نے اس میں دلچسپی لی ہے لیکن میری بات تو میرے دل میں رہ جائے گی۔

جناب چیئرمین : جی، فرمایئے۔

ڈاکٹر محمد ریحان : یہ بڑی اہم بات ہے۔ یہ فگر جو ہے اس کے حساب سے تو سرحد کی تعداد ۴۴۔۴۵ ہونی چاہئے تھی لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ اس میں جو کمی ہے وہ پوری کریں گے تاہم میری یہ تجویز ہے کہ کیا وہ ایسا نہیں کر سکتے۔ جیسے کہ سرحد کے ڈاکٹروں کی کمی ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ کے hospitals میں جیسے کہ پی آئی ایم ایس ہے۔ میں نئے ڈاکٹر بھرتی کر کے پوری کی جا سکتی ہے اور اسی طرح پنجاب کے شیخ زید ہسپتال میں بھرتی کر کے کمی پوری کی جا سکتی ہے اور بلوچستان کی کمی کراچی کے فیڈرل گورنمنٹ کے ہسپتالوں میں بھرتی کر کے کمی پوری کی جا سکتی ہے۔ اس طرح یہ کام بڑی آسانی سے ہو جائے گا۔ کیونکہ یہ سب ہسپتال وفاقی حکومت کے under ہیں اس لئے آسانی سے یہ کام ہو سکتا ہے۔

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب والا، کہیں پر این ڈبلیو ایف پی کے زیادہ بھی ہیں کوٹہ سے، ایسی بات نہیں ہے کہ ہر جگہ کمی ہے، جو تعداد انہوں نے بنائی ہے اس کے حساب سے یہاں پر کم ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔ میں نے جیسے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آئندہ جب بھرتی ہو گی تو انشاء اللہ کوٹوں کی جائے گی اور کوٹہ کے حساب سے ڈاکٹر بھرتی کیئے جائیں گے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال ۱۹، ڈاکٹر محمد ریحان صاحب۔

سید تسنیم نواز گردیزی : جناب والا! میں ایک چیز واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ جیسے

انہوں نے کہا ہے ہم آئندہ اسی طریقے کے مطابق advertise کریں گے اگر وہاں متعلقہ صوبوں سے apply نہ کیا گیا اور turn up نہ کیا، تو یہ figures میں سینٹ کے سامنے پیش کروں گا تاکہ ان کو پتہ چلے کہ صورت حال کیا ہے۔

سید محمد فضل آغا : جناب والا! وہاں کے لوکل نیوز پیپر میں بھی بھرتی کے اشتہار آنے چاہئیں۔

جناب چیئرمین: جو لوکل اخبارات ہیں ان میں بھی اگر یہ اشتہارات آجائیں تو بہتر ہو گا۔

سید تسنیم نواز گردیزی : ٹھیک ہے جی۔

(مداخلت)

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا، عرض یہ ہے کہ اس بارے میں اتنی شکایتیں ہیں کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ یہ جو وزیر صاحب نے کہا کہ جی ہم advertise کریں گے اور کوٹہ کے مطابق بھرتی کریں گے، مجھے وزیر صاحب کی اس بات سے اختلاف ہے، یہ اختلاف اس لئے ہے اصولی طور پر تو اس نے بات صحیح کی ہے لیکن جو ہماری کمی ہے، اس کو کہاں سے پورا کریں گے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے، اگلا سوال ۱۹۔ ٹھیک ہے بات ہو گئی ہے۔

19. ***Dr. Muhammad Rehan:** Will the Minister for Production be pleased to state the number of officers in Grade 17 and above, wtih Province-wise break-up working in the following enterprises:-

(i) Swat Ceramics Company Shaidu (District Nowshera);

(ii) Ittehad Chemicals, Kala Shah Kaku (Lahore); and

(iii) Ravi Raon, Kala Shah Kaku (Lahore)?

Engr. Islam Nabi: The Grade system as applicable in the Federal Government is not followed by the Corporations under this Ministry. However, number of officers in the Grades equal to Government Grade 17 and above, with Province-wise break-up, is as under:-

Name of Units	Total No. of employees grade 17 equal & above	Punjab	Sindh	NWFP	Balu-chistan	FATA/ NA	Azad Kashmir
Swat Ceramics Co.	20	11	-	9	-	-	-
Ittehad Chemicals	120	108	-	10	-	1	2
Ravi Rayon	158	153	1	2	1	1	-

جناب چیئرمین : ضمنی سوال۔

ڈاکٹر محمد ریحان: جناب چیئرمین! اگر آپ اس کے جواب کو ملاحظہ فرمائیں تو فاٹا جو ہماری آبادی کا کافی سارا حصہ ہے جہاں لوگ آجکل تعلیم یافتہ ہیں اور ٹیکنیکل لوگ بھی ہیں۔ تو وہاں پر سوات سرامکس جو ان کے بالکل پڑوس میں ہے چند میل کے فاصلے پر، ان کی کوئی نمائندگی نہیں ہے اتحاد کیمیکل میں ایک راوی ریحان میں ایک، آخر کیا وجہ ہے کیوں ناانصافی برتی گئی ہے؟

جناب چیئرمین : جی جناب وزیر صاحب۔

انجینئر اسلام نبی : ایسا ہے کہ جب یہ کارخانے بنے تھے تو اس وقت اخبارات میں اشتہارات دیئے جاتے تھے اور کچھ جگہوں کی response کم ہونے کی وجہ سے ان کی نمائندگی اتنی نہیں ہو رہی، لیکن جہاں تک سوات سرامکس کا تعلق ہے یہ پرائیویٹ ادارہ تھا اور یہ ۱۹۷۷ء میں بنا تھا تو اس وقت کی انتظامیہ کی وجہ سے یہ ہو سکتا ہے کہ جو بھی سلیکشن کیا اپنی مرضی سے کیا ہے۔

Syed Iqbal Haider: I want to point out that Swat Ceramics was part end parcel of Federal Chemical Corporation which was goverment owned corporation and it was incorporated not in 1977 but perhaps few years earlier.

جناب چیئرمین : جی حافظ حسین احمد صاحب۔

حافظ حسین احمد: کیاوزیر صاحب بیان فرمائیں گے کہ ایک دانہ جو بلوچستان سے ہے اس وقت اس کانام ولدیت کیاہے جو غلطی سے انہوں نے ایک دانہ رکھا ہوا ہے ؟

جناب چیئرمین: جی آپ کے پاس نام وغیرہ ہے جو ایک دانہ غلطی سے راوی ریحان میں ہے۔

انجینئر اسلام نبی : اگلے rota-day پہ یہ انفارمیشن دے دی جائے گی اس وقت ہمارے پاس نام ابھی کسی کے نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جناب سید عبداللہ شاہ صاحب۔

Syed Abdullah Khan: Sir, the total employees in these three concerns are 230 and only one is from Sindh and unfortunately of fortunatley he is in Ravi Rayon. Now, Sir,-there is a constitutional provision for maintaining provincial quotas. Now there is a Constitutional gurantee that the provincial quotas are to be implemented. Those who are not doing that, are they not guilty of violating the Constitution and if yes what is the penalty for that?

Mr. Chairman: Minister for Production.

انجینئر اسلام نبی : جب یہ حکومت آئی تو اس پر پابندی لگی ہوئی تھی پونے دو سال تو کوئی بھرتی کی ہی نہیں گئی اور یہ جو imbalance ہے یہ شروع سے چلا آرہا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے جب یہ کارخانے بنے تھے اشتہارات دیئے گئے تھے تو اس میں بلوچستان اور سندھ سے اس میں response نہیں دیا۔ لیکن اب اگر یہ کارخانے وزارت پیداوار میں رہتے ہیں دوبارہ جب بھرتی ہوگی ریکروٹمنٹ پالیسی کے حساب سے تو اس چیز کا خیال رکھا جائیگا کہ جہاں کی نمائندگی کم ہے ان کو زیادہ مواقع دیئے جائیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی شہزاد گل صاحب۔

جناب شہزاد گل : جناب یہ ۲۹۸ میں صرف ۲۷۱ صرف پنجاب کے ہیں اور باقی

سارے پاکستان سے ۲۷ ہیں تو کیا یہ انصاف ہے ؟ کیا اس کی کوئی تلافی کی جائے گی یہ کیا تناسب ہے ۷۱ ۲ اور باقی پاکستان سے ۲۷ ؟

انجنیئر اسلام نبی : یہ جو انہوں نے اعتراض کیا یہ صحیح ہے لیکن اس کا موجودہ انتظامیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ شروع سے imbalance چلا آرہا ہے اور جیسے میں نے عرض کیا کہ جب دوبارہ بھرتی ہو گی تو اس کا خیال رکھا جائے گا کہ صوبائی کوٹہ پورا ہو۔

جناب چیئرمین : جی آخری سوال جناب ابراہیم خان صاحب۔

جناب محمد ابراہیم خان : جناب یہ ملازمتوں کا معاملہ کچھ شروع سے ہی ایسا ہی ہے یہ عجیب اتفاق نہیں ہے کیا وزیر موصوف صاحب بتائیں کیا ہر بار پنجاب کا کوٹہ باقی صوبوں سے زیادہ ہوتا ہے یہ کیا عجیب اتفاق ہے ؟ کیا یہ عجیب اتفاق ہے یا یہ منصوبہ بندی سے ہے ؟ پنجاب کا کوٹہ ہر وقت پورا رہتا ہے ؟ یہ کیا بات ہے ؟

انجینئر اسلام نبی : جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ مختلف صوبوں کی جو percentage ہے وہ پرانی چلی آرہی ہے اس کا موجودہ سے تعلق نہیں ہے لیکن اگر کوٹہ معلوم کرنا چاہتے ہیں اس میں پنجاب کا کوٹہ ۵۰ فیصدی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : نہیں سوالات پہ جھگڑا نہیں کیا کرتے، سوال پوچھتے ہیں جواب آ جاتا ہے۔

سید اقبال حیدر : صرف پاکستان صرف پنجاب ہے باقی سندھ بلوچستان ایسے ہی اس کے سٹیلائٹ states ہیں۔

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب میں صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کب بڑا بھائی چھوٹے بھائیوں کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھنا شروع کرے گا جی۔

جناب چیئرمین : جی جناب کب رکھے گا۔

انجینئر اسلام نبی : جب ریکروٹمنٹ پالیسی نہیں ہو گی تو۔۔۔

جناب چیئرمین : جی جناب سعید قادر صاحب۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر : جناب تھوڑی سی وضاحت کر دوں کہ یہ تینوں کارخانے ۱۹۷۲ء میں نیشنلائزڈ ہوئے تھے یا set up ہوئے تھے جبکہ PP Government تھی انہوں نے ۵ سال کیا کیا، اس کے بعد ۲۰ ماہ دوبارہ آئے انہوں نے کیوں نہیں پنجاب کا کوٹہ کم کر کے سندھ اور بلوچستان کو دے دیا۔ یہ ساری باتیں بہت آسان ہوتی ہیں لیکن عمل کرنا مشکل ہے۔

20. ***Syed Iqbal Haider:** Will the Minister for Industries be pleased to state the reasons and the basis for awarding contract to M/s. Ittefaq Foundry (Private) Limited for purchase of 24 Road Rollers indicating also the amount of each quotation received from other bidders by the department of supplies in response to the tender inquiry No. ENGG-III/86718/III/ICB/88?

Sheikh Rashid Ahmed: Contract for the supply of 24 Road Rollers has not been awarded to any firm as yet. The case has not been finalized.

21. *Deferred for next rota day.*

22. *Deferred for next rota day.*

جناب چیئرمین : نہیں لکھا ہوا ہے نا۔

سید اقبال حیدر : نہیں سر آپ سوال پڑھیں میں نے ان سے پوچھا تھا کہ آپ

Will the Minister for Industries be pleased to state the reasons and the basis for awarding contract to M/s. Ittefaq foundary (Private), Limited for purhcase of 24 Road Rollers including also the amount of each quotation received from other bidders, by the department of suplies in response to the tender inquiry No Engg-III/86718 ICB/88?

The answer to question for the supply of the Road Rollers has not been awarded to any firm.

My question was that please give me the quotations of each bidder and that permanent answer has been avorted by Sheikh Rashid Sahib perhaps to protect and gave his Prime Minister.

جناب چیئرمین : جی جناب شیخ رشید صاحب۔

جناب شیخ رشید احمد : جناب چیئرمین! مجھے وزیراعظم کو protect کرن کی کوئی ضرورت نہیں اوران کی زندگی اوران کی سیاست اوران کے معاملات ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں انہوں نے منافقت کی کبھی بات نہیں کی سوال بڑا واضح ہے اور جواب بھی بڑا واضح ہے۔ ابھی تک کوئی ایسا فیصلہ نہیں کیا گیا جب ہوا تو کردیں گے اگر ان کی timings زیادہ ہوگئی ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں۔

سید اقبال حیدر : جناب quotation بتائیں مجھے، میں نے آپ سے سوال کیا تھا اتفاق فونڈری کا quotation جو ہے وہ fifth highest تھا۔

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں quotation آپ بتائیں۔

شیخ رشید احمد : سر انہوں نے لاء پڑھا ہوا ہے آپ اگر کہیں تو میں سب کی quotations بتادیتا ہوں ہم نے بھیج دی ہیں ADB کو، ایشین ڈویلپمنٹ بینک کو، اور ۱۷ تاریخ کو ان کی میٹنگ ہے جو اس میں final ہوگا میں ان کی حاضر خدمت کردوں گا۔

جناب چیئرمین : اس وقت آپ کو سارا بتادیں گے ہاں۔

سید اقبال حیدر : اس وقت آپ ہاؤس میں بتادیں ناں۔

جناب چیئرمین : اس میں یہ ہے مجھے معلوم نہیں، اگر آپ قبل از وقت disclose کردیں تو اس سے اضطراب ہوگا۔

سید اقبال حیدر : نہیں قبل از وقت کی بات نہیں ہے جی۔

These tender quotations were opened publicly. It is not a question of confidentiality of any matter they can just state out that the had received six seven bids. The bid of Ittefaq Foundry was rupees so much, the bid of second party was so much and the bid of

the third party was so much and there is no harm I am only asking to know what were the bids of different bidders so that I may asses that what a major and big favour is being done to Ittefaq Foundary and if it is not a favour bids taken it will be closed.

شیخ رشید احمد : سر بڑی واضح بات ہے کہ ۱۴ bids ہیں اگر آپ چیئرمین صاحب کہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہم نے بھیج دی ہیں۔ ہم نے جناب چودہ bids بھیج دی ہیں۔ ایشیئین ڈویلپمنٹ بینک کا loan ہے اس نے یہ فیصلہ کرنا ہے یہ سوال بے شک ۱۷ کے بعد لا سکتے ہیں جب finalize ہوا کسی پہ ان کو اعتراض ہوا نہیں پوری اجازت ہے۔

جناب چیئرمین : یہ ٹینڈر publically کھولے گئے ہیں۔

شیخ رشید احمد : جی سر مجھے جو جواب ملا ہے مجھے بتانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے یہ چودہ ٹینڈرز ہیں وہ بتا دیتا ہوں سر۔

(مداخلت)

پہلا ٹینڈر ہے ایچ ایم سی کا جس کا چودہ لاکھ ۸۳ ہزار نو سو، دوسرا ہے۔ اب سب بتا دوں جی۔ سر آپ ان سے پوچھیں کہ اتفاق فونڈری کے بارے میں کیا پوچھنا چاہتے ہیں میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین : شیخ صاحب! یہ آپ نے فیصلہ کرنا ہے اگر آپ سمجھتے ہیں کہ عوامی مفاد کو کوئی گزند نہیں ہے تو یہ کر دیں اگر اس کے مفاد کے خلاف ہے تو نہ کریں یہ۔

شیخ رشید احمد : میں سمجھتا ہوں کہ اس سے متاثر ہو گا۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب والا! یہ خفیہ نہیں ہے۔

چوہدری امیر حسین : جناب چیئرمین اگر کنٹریکٹ ایوارڈ ہو گیا یہ bids والی ثانوی بات ہے۔ جب تک کنٹریکٹ کسی کو دیا نہیں جاتا under law وہ bids to disclose نہیں کی جانی چاہیئے اور جس اتھارٹی نے فیصلہ کرنا ہے کھولتی بھی وہی ہے تو جناب والا ان کے سوال کا جواب تو بڑا صحیح دیا گیا ہے۔ ان کا سوال یہ ہے۔

Will the Minister for Industries be pleased to state the

reasons and the basis for awarding contract to M/s. Ittefaq Foundry (Private) Limited.

ابھی تک دیا ہی نہیں گیا کنٹریکٹ۔

جناب چیئرمین : نہیں ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ open bidding ہوئی تھیں اس میں آپ نے فیصلہ کرنا ہے مجھے نہیں۔

چوہدری امیر حسین : سر میں عرض کرتا ہوں کہ جب تک کوئی ٹھیکہ finalize نہیں ہوتا تو bids کے متعلق ویسے بھی جواب دینا مناسب نہیں اور پوچھنا بھی مناسب نہیں۔ اس لئے کہ conditioned کیا گیا ہے اس کو، کہ اگر ایوارڈ کیا گیا تو اس کی bid کیا تھی اور جس کو نہیں bids کیا گیا اس کی bids کیا تھی اور جس کو نہیں گیا اس کی bid کیا تھی۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : وہ تو بعد میں ہوگا۔

جناب چیئرمین : یہ جو bids ہوتی ہیں کیا یہ seal ہوتی ہیں؟ ان کو کھولا جاتا ہے۔ ان کو کب کھولا جاتا ہے؟

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : جناب ان کو کھولا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین : Who has been dealing with bids وہ کوئی بتا سکے گا۔

شیخ رشید احمد : جناب میں عرض کرتا ہوں۔

(مداخلت)

شیخ رشید احمد : جس کو یہ چبھتا ہے:

دل یزداں میں کانٹے کی طرح

یہ چودہ کمپنیاں ہیں جناب۔ یہ لے لیں جناب۔ آپ خوش ہو جائیں۔

جناب چیئرمین : ان کو دے دیں۔ یہ بہتر ہے۔

حافظ حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب یہ کیا بات ہے کہ یہاں پر مکا ہو جاتا ہے۔

شیخ رشید احمد : میں اسے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین : اگر یہ publically open ہو چکا ہے تو پھر تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر نہیں ہوا ہے تو پھر مناسب نہیں ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندو خیل : اوپن ہے جناب والا صرف Recommendations اوپن نہیں ہیں۔ وہ ہم نہیں پوچھ رہے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : میں نہیں پڑھتا۔ جس جس کو چاہیئے وہ اس کی کاپی لے لے۔

جناب عبدالرحیم خان مندو خیل : جناب والا! آپ بیٹھے ہوئے ہیں آپ خو بیاں کریں۔

حافظ حسین احمد : بسم اللہ کریں جی آپ۔ خود ہی بیان کریں۔

جناب چیئرمین : جس جس کو چاہیئے وہ اس کی کاپی لے لے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : (شیخ رشید احمد سر) میرا خیال ہے کہ بہتر ہے کہ آپ اسے پڑھ ہی دیں۔ اگر آچکے ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

شیخ رشید احمد : جناب اس میں ہیوی مکینکل کمپلیکس کا ہے چودہ لاکھ تراسی ہزار نو سو روپے جناب۔ اتفاق فونڈری کا ہے پندرہ لاکھ پچیس ہزار روپے کا۔ شیزان والوں کا ہے، یہ requirment پر پورا نہیں اترتا، چار لاکھ کچھ کا دیا ہے جبکہ ہمارا اسٹینڈرڈ چار لاکھ اکتھر ہزار کا کچھ ہے۔ ہیط مشینری کا ہے جی پانچ لاکھ ۶۹ کا۔ Third lowest اس میں جو ہے وہ ہے سبطین برادرز کا، سات اکسٹھ کا۔ ایس ایم جعفر کا ہے دس اڑتیں کا۔ پھر جناب سبطین برادرز کا ہے ۱۱۶۹۴ کا جناب پھر جناب جاوید پرائیویٹ کا ہے بارہ لاکھ اٹھارہ ہزار ایک سو ستائیس کا جناب۔ جناب ساتواں ہے تیرہ لاکھ چونتیس ہزار پانچ سو تئیس کا۔ آٹھواں ہے جناب چودہ لاکھ ستائیس کا۔ یہ سر نام دیا ہے یہ یہاں ایسو سی ایٹ پھر جناب علی سنز کا ہے

سولہ دس کا۔ پھر ہے سوڈیش موٹرز کا سولہ لاکھ دس ہزار چھ سو بائیس روپے تراسی پیسے ۔ پھر ہے جناب سویڈش موٹرز کا سولہ لاکھ اٹھائیس ہزار نو سو، چھیالیس پیسے۔ پھر بارہواں ہے جناب الائیڈ انجینئرنگ کا سولہ لاکھ ستتر (۷۷) ہزار پانچ سو، چوراسی پیسے۔ پھر ہے جناب جعفر برادرز کا انیس لاکھ انچاس ہزار تین سو پچانوے روپے نو پیسے۔ چودھواں ہے جناب فرینڈ شپ ایسوسی ایشن کا جی یہ ہے چھبیس لاکھ سولہ ہزار چار سو اڑسٹھ روپے۔

جناب چیئرمین : Thank you.جی so now you have got it.اور یہ جائے گا، کہاں جانا ہے اس نے ؟

شیخ رشید احمد : جناب یہ جائے گا ایشین ڈویلپمنٹ بینک کو۔ وہ دیکھیں گے کہ جوان کی requirementاور ان کے رولز کا سٹینڈرڈ ہے اس کے مطابق کون سا ہے۔

سید اقبال حیدر : کیا یہ حقیقت ہے جناب کہ ایشین ڈویلپمنٹ بینک نے ان کی recomendations پر سخت اعتراض کیا ہے۔ کیونکہ یہاں کی recommendation گئی ہے کہ one of the highest is the Itefaq Foundry اسے contract award کیا جائے۔ اور اس پر ایشین ڈویلپمنٹ بینک نے سخت اعتراض کیا ہے۔ کیا یہ ایک حقیقت نہیں ہے ؟

شیخ رشید احمد : جناب یہ ایسے ہی اس بات کو بڑھانا چاہ رہے ہیں میرے فاضل مہربان دوست۔ ہم نے ان کو سب بھیج دی ہیں وہ ان کے سٹینڈرڈ چیک کریں۔ ان کا قرضہ ہے۔ تین دفعہ وہ پہلے reject کر چکے ہیں۔ یہ جناب چوتھی دفعہ bid ہوئی ہے۔ ہم نے جب تین دفعہ پہلے بھیجی ہے۔ تین کی تین ایشین ڈویلپمنٹ بینک reject کر چکا ہے جناب میں تھوڑا سا اور بتا دوں۔ یہ bid آج سے نہیں چل رہی ہے۔ یہ ۱۹۸۸ء سے چل رہی ہے۔ ۱۹۸۸ء سے ۱۹۹۲ء تک چونکہ قرضہ ان کے پاس ہے۔ انہوں نے دبا کر رکھا ہوا ہے۔ تین دفعہ جو bid ہوئی ہیں۔ ہم نے ان کو دی ہیں۔ تینوں دفعہ انہوں نے reject کر دی ہیں۔ چودہ کی چودہ bids ہم نے ان کو بھیج دی ہیں کہ مسترد کر دیں یا منظور کر لیں۔ سترہ

کو ان کی میٹنگ ہے۔

(مداخلت)

<u>جناب چیئرمین</u> : سید برکات شاہ صاحب۔

<u>سید برکات احمد شاہ</u> : جو open bids ہیں ان کی پوزیشن یہ ہوتی ہے کہ جو پارٹیز bid کرتی ہیں ان کے سامنے تو آپ کھول دیتے ہیں۔ لیکن وہ پبلک چیز نہیں بن جاتی bids کرنے والے باقاعدہ دس ہزار یا دس لاکھ سیکورٹی دیتے ہیں۔ ان کا right تو بن جاتا ہے کہ دوسرے کی bid سمجھ جائیں۔ لیکن پارلیمنٹ یا کسی اور کا۔

(مداخلت)

<u>جناب چیئرمین</u> : اقبال صاحب آپ بیٹھ جائیں۔ اب انہوں نے پڑھ دی ہے۔

<u>سید برکات احمد شاہ</u> : اب انہوں نے پڑھ دی ہے لیکن غالباً اس کی ضرورت نہیں تھی۔

<u>شیخ رشید احمد</u> : جناب میں عرض کروں گا کہ انہیں تعلیم بالغاں میں داخلہ دلائیں۔

<u>جناب چیئرمین</u> : اچھا جی next question نمبر ۲۳ سید عبداللہ شاہ صاحب۔

23. ***Syed Abdullah Shah:** Will the Minister for Production be pleased to state whether it is a fact that M/s. Petroman has established training Centres in the country of the locations, indicating also the amount of monthly fee paid by a trainee?

Engr. Islam Nabi: The information is being colected and will be placed on the table of the House very soon.

Syed Abdullah Shah: Sir, there is no answer.

<u>جناب چیئرمین</u> : There is no answer. جی اسلام نبی صاحب اس کا جواب نہیں آیا۔

جناب اسلام نبی : جناب وقت کم ملا ہمیں۔ اس میں کافی Information چاہیئے۔ جیسے ہی آجائے گی۔ اگلے rota-day پر دے دیں گے۔

جناب چیئرمین : اگلے rota-day پر next question we will take it up

ڈاکٹر ریحان صاحب نمبر ۲۴۔

24. ***Dr. Muhammad Rehan:** Will the Minister for Health be pleased to state the time by which a CAREER STRUCTURE for the Doctors will be announced?

Syed Tasneem Nawaz Gardezi: Government has approved the CAREER STRUCTURE of the Doctors. Details are being worked out in consultation wtih the Finance Division for its implementation.

25. *Deferred for next rota day.*

جناب چیئرمین : جی سپلیمنٹری question؟

ڈاکٹر محمد ریحان : وزیر صحت مہربانی کر کے یہ بتادیں کہ ہم کب تک امید رکھیں کہ یہ implement ہوگی اور ساتھ ہی یہ بھی بتادیں کہ ہیلتھ پالیسی کب آرہی ہے۔

سید تسنیم نواز گردیزی : جہاں تک سروس سٹرکچر کا تعلق ہے یہ تقریباً finalize ہو گیا ہے۔ ابھی فنانس ڈویژن نے ہمیں inform کرنا ہے۔ اور اس کے بعد ہم announce کریں گے انشاءاللہ یہ جلد ہی ہو جائے گا۔

جناب محمد ریحان : ہیلتھ پالیسی کے متعلق بتادیں۔

سید تسنیم نواز گردیزی : ہیلتھ پالیسی کے متعلق دو چار ٹیکنیکل چیزیں ہیں۔ جیسے یہ سروس سٹرکچر ہے۔ اس کے بعد پرائمری ہیلتھ کیئر کے لئے ہم نے جو پروگرام بنایا ہے۔ تیسرے ہیلتھ انشورنس کے لئے جو سکیم ہم بنارہے ہیں۔ وہ ایسے ٹیکنیکل معاملات ہیں۔ اس میں کچھ دیر لگ رہی ہے۔ اور خاص طور پر جو ڈرگ ایکٹ ہے ۱۹۷۶ء کا اسے بھی ہم تبدیل

کر رہے ہیں۔ تو یہ ایسے ٹیکنیکل معاملات ہیں جس میں کچھ دیر لگ رہی ہے۔ جیسے ہی یہ finalize ہو جائیں گے۔ انشاءاللہ فوری طور پر ان کو announce کر دیں گے۔ کیونکہ پالیسی کی بنیادی چیز یہی ہے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال نمبر ۲۶ عبدالجبار صاحب۔

26. ***Mir Abdul Jabbar:** Will the Minister for Food, Agriculture and Cooperatives be pleased to state:

(a) whether it is a fact that good quality wheat produced in Pakistan is exported while sub-standard wheat is being imported by the Government;

(b) the quantity of wheat exported and imported this year, indicating also the quantity to be exported or imported this year; and

(c) the quantity of wheat which got wasted due to in adequate storage arrangements in Government godowns indicating also the quantity of such wheat stocked in the godowns?

Lt. Gen. (Retd.) Malik Abdul Majid: (a) Pakistan does not export wheat. Good quality wheat conforming to approved specifications is imported.

(b) Neither wheat has been exported nor is envisaged to be exported. During 1992-93, the estimated import is 2 to 2.5 million tons, out of which two tenders for purchase of 273,000 tons from USA and 190,000 tons from Canada have been finalised. This wheat is expected to start reaching the country by first week of September 1992.

(c) The stocks of wheat with the Provincial Food Departments and PASSCO on 6-8-1992 are as under:-

Punjab	1,936,997 tons
Sindh	546,584 tons
NWFP	38,000 tons

Balochistan	22,053 tons
PASSCO	609,091 tons

There is no report of any wastage in storage.

27. *Deferred for next rota day.*

RAHATULLAH KHAN JARRAL,
Secretary.

ISLAMABAD:
The 12th August, 1992.

میر عبدالجبار : ضمنی سوال۔ کیا وزیر محترم ارشاد فرمائیں گے ان figures کو دیکھ کر، کہ انہوں نے گزشتہ سال کتنی گندم درآمد کی تھی؟

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : جناب چیئرمین مجھے افسوس ہے کہ گزشتہ سال کی بالکل صحیح figures میرے پاس نہیں ہے۔ وہ میں بعد میں پیش کر دوں گا۔

جناب محمد طارق چوہدری: ایوان میں کب پیش کریں گے؟

جناب چیئرمین: ہاؤس میں کب دیں گے وہ فرمارہے ہیں۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : وہ میں آج ہی دے دوں گا۔

جناب چیئرمین: آج ہی دے دیں گے؟ ٹھیک ہے جی۔ طارق چوہدری صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری : وہ میں وقفہ سوالات کے بعد کروں گا جی۔

جناب چیئرمین : اچھا جی۔ سید فضل آغا صاحب۔

سید محمد فضل آغا : ضمنی سوال۔ جناب یہ جنرل صاحب نے بتایا ہے کہ بلوچستان کے ڈیپارٹمنٹ کے پاس اس وقت کوئی دولاکھ بائیس ہزار ٹن گندم موجود ہے لیکن میں ان کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے ایک مہینے سے بلوچستان کی جتنی ملیں ہیں وہ بند پڑی ہوئی ہیں اور بلوچستان میں ایک دانہ گندم بھی نہیں ہے۔ جبکہ ہماری سرحدی صورت حال آپ کو پتہ ہی ہے، افغانستان میں جو ہو رہا ہے جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو بہت مشکلات کا سامنا ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آج کے اخبار میں وزیراعظم صاحب کا ایک بیان ہے

جس میں انہوں نے صوبائی حکومت کو ہدایت کی ہے اور وفاقی حکومت کو بھی کہ فوراً سے پیشتر وہاں گندم پہنچائی جائے۔ تو جنرل صاحب کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ جو انفارمیشن ان کو ملی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ گزشتہ ایک ماہ سے بلوچستان کی تمام ملیں بند پڑی ہیں۔اور وہاں کوئی گندم نہیں ہے۔ جناب اس پر کچھ فرمائیں گے جنرل صاحب؟

جناب چیئرمین : جی جناب Minister for Food

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ فاضل ممبر کی انفارمیشن صحیح نہیں ہے۔ یہ figure بالکل ٹھیک ہے۔ ساری ملیں بند نہیں ہیں۔ یہ sweeping statement ہے۔ دراصل problem یہ ہے کہ milling capacity پاکستان میں کافی زیادہ ہے۔ ایک سو چھتیس روپے میں جو چالیس کلو گندم ملتی ہے۔ شروع شروع میں جب گندم کی فصل آئی تو اس وقت تو ان کو سستی گندم مل گئی اب سب جو ہیں 10% milling capacity کے لئے گندم چاہتے ہیں which is not possible لیکن یہ ہے کہ جتنی food security کے لئے بلوچستان میں گندم چاہیئے ہمارے پاس روز کے ریکارڈ ہوتے ہیں اگر کچھ کمی پڑتی ہے ہم بھیجتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے کہ بلوچستان میں ایک دانہ بھی گندم کا نہیں ہے۔

سید محمد فضل آغا : میں وزیر صاحب کی statement کو challenge کرتا ہوں اور اس کے لئے بے شک آپ committee کو refer کر دیں اور میں یہ گارنٹی سے کہتا ہوں کہ وہاں پر جو ملیں ہیں ان کو ویسے ہی تیس فیصد efficiency پر گندم دی جاتی ہیں ہر مل کو دس، بارہ دن گندم دی جاتی ہے full efficiency پر دی ہی نہیں جارہی اور اس کے بعد یہ ہے کہ پچھلے ایک مہینے سے ملیں بند پڑی ہوئی ہیں اگر وزیر اس کو dispute کرتے ہیں تو یہ کسی Select یا Standing Committee کو refer کیا جائے تاکہ وہاں جا کر اس کی پوری detailed inquiry ہو سکے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : جناب میں فاضل ممبر کی بہت عزت

کرتا ہوں جو یہ فرمارہے ہیں کہ ایک دانہ بھی گندم نہیں ہے that is absolutely not true. وہاں اگر کچھ shortage ہو تو ہو سکتی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ shortage بھی نہیں ہے issue to mills جو ہے provincial subject ہے، لیکن ہم اس پر ایک قسم کا پورا چیک رکھتے ہیں monitor کرتے ہیں جہاں shortage ہوتی ہے وہاں پہنچاتے ہیں۔

Mr. Chairman: Question Hour is over.

سید محمد فاضل آغا : میں ایک گزارش کروں گا کہ دانے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دانہ نہیں ہے دانے بلوچستان میں بہت ہیں لیکن محکمہ خوراک کے پاس گندم نہیں ہے۔

(Interruption)

جناب چیئر مین : بہت سے معزز اراکین اجازت چاہ رہے ہیں چلیں آپ سب کی نمائندگی کر لیں۔

Syed Abdullah Shah: Sir, will, the honourable Minister state the landed cost/price of one maund of wheat which is being imported now? He says that we are going to import 2.5 million tons, this year. So, what is the per maund landed cost of the imported wheat?

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : جناب چیئر مین گندم کی خریداری کا سسٹم یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے کل بھی حافظ حسین احمد صاحب کی تحریک التواء پر عرض کیا تھا کہ گندم کی مارکیٹ volatile ہے یہ قیمتیں بڑھتی رہتی ہیں کم ہوتی رہتی ہیں اور ہم ایک وقت سارے ٹینڈر نہیں کرتے ہیں ہم کو پورے سال پر port facilities اور transportation facilities کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک پروگرام کے تحت تقریباً ہر دوسرے مہینے ہم ٹینڈر کرتے ہیں اور مختلف ہمارے پاس ۱۵۶ فی ٹن ایف او بی بھی آئی ہے اور ۔ ۲۰۹ ڈالر جو ہے وہ فی ٹن کا freight بھی آیا ہے ہمارے پاس ۱۴۲ ڈالر فی ٹن اور

freight بھی آیا ہے اس لیئے ہر ٹینڈر میں مختلف prices آتی ہیں اور وہ internationally competitingہوتی ہیں۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو گندم در آمد کی جائے گی کس بھاؤ پڑے گی اس کا جواب وزیر صاحب نے گول مول دیا ہے بات تو سیدھی سی ہے کہ ۴ لاکھ ۶۳ ہزار ٹن گندم کا سودا یو ایس اے اور کینیڈا سے ہو چکا ہے تو اس میں سیدھی سی بات ہے کہ یہ ہمیں کس بھاؤ پڑے گی اور زراعت پیشہ لوگوں سے اس ملک کے گندم پیدا کرنے والے لوگوں سے کس بھاؤ لیتے ہیں ہم تو صرف یہ جاننا چاہتے ہیں کہ وہاں سے کس بھاؤ پڑتی ہے اور یہاں سے کس بھاؤ لیتے ہیں اس کے بعد جناب والا میں عرض کرتا ہوں کہ ہر شعبہ میں ایک research cell ہوتا ہے کیا مرکزی محکمہ زراعت میں ایسا کوئی cellہے یا وزیر صاحب ہی آغا میر کی دائی ہیں سب سیکھی سکھائی ہیں ماشاءاللہ آپ فوج کے جرنیل رہے ہیں اور دشمن کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے میں مہارت رکھتے ہیں تو ملک میں غذائی قلت کے اسباب جاننے کے لئے انہوں نے کیا کاوشیں کی ہیں جبکہ ہمارے ملک کی معیشت زرعی ہے ہمارے ملک میں دنیا کا بہترین نہری نظام ہے ہمارے ملک کی زمین کا fertility standard جو ہے وہ ساری دنیا میں اونچا ہے۔

جناب چیئرمین : آپ سوال پوچھیں آپ تو تقریر کر رہے ہیں۔

میاں عالم علی لالیکا : سوال میرا یہی ہے کہ research کیوں نہیں کی جاتی اس ملک میں سب عوامل اچھے ہوتے ہوئے favourable ہوتے ہوئے گندم کی پیداوار کم کیوں ہوتی ہے اس بارے میں بتادیں کہ کوئی کارروائی کی گئی ہے۔

لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) عبدالمجید ملک : جناب چیئرمین! سب سے پہلے کچھ عوامل سمجھنے پڑیں گے exact prices جو انہوں نے کہا ہے کہ نہیں بتانے وہ میں آپ کو اس وقت بتا دیتا ہوں کہ ہمیں ۱۵۶ ڈالر پر بھی پڑی ہے اور ۱۳۵ ڈالر فی ٹن بھی پڑی ہے۔ لیکن ایک بات سمجھنے کی ضرور ہے کہ موجودہ جو ہم کسان کو ۱۲۴ روپے فی ۴۰ کلوگرام قیمت

دے رہے ہیں یہ کسی صورت میں باہر سے مہنگائی گندم کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی پہلی چیز تو یہ ہے کہ اگر گندم کی قلت ہو گی تو گندم باہر سے منگوانی پڑے گی باہر سے جو منگوائیں گے وہ international price پر ملے گی پہلی چیز تو یہ ہے۔

دوسرا جو محترم لالیکا صاحب کا سوال ہے۔ کہ ہم کیا کر رہے ہیں تو میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے اور جپسم کے متعلق انہی کا سوال تھا کہ جپسم ابھی جو Deep Italy equipment ہے اس پر ۵۰ فیصدی ہم نے subsidy دی ہے اس قسم کی مختلف چیزیں دے رہے ہیں اور انشاء اللہ سال دو سال میں آپ دیکھیں گے یہ کوئی خود کفالت کا فوری معاملہ نہیں ہے لیکن اس طرف ہم گامزن ہیں اور ہر وہ کوشش جو ہم کر سکتے ہیں وہ کر رہے ہیں اور پورا analysis ہو رہا ہے research ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین : Thank you. The time is over. Hafiz Hussain Ahmed on point of order.

حافظ حسین احمد : جناب مسئلہ یہ خوشہ گندم کا ہے اس کے لیئے تو ہم نے جنت چھوڑی ہے اس لیئے ہمیں مطمئن کیا جائے اس لیئے میں یہ گزارش کروں گا کہ جس طرح وزیر صاحب نے۔۔۔۔

جناب چیئرمین : بہر حال جی آج وقت ختم ہو چکا ہے اب انشاء اللہ پھر کل سحر کل پھر شروع کر دیں گے۔

حافظ حسین احمد : آپ اسے یا کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب چیئرمین : دیکھیں، سوالات جب آتے ہیں ان میں کوئی اہم سوال ہو تو اس کو discuss کرنے کا طریقہ بھی آپ کے رولز میں موجود ہے کسی سوال کے جواب میں سے آپ کو جو انفارمیشن آتی ہے اس میں کوئی چیز اہم ہو۔۔۔۔

حافظ حسین احمد : پھر آپ اگر فرماتے ہیں تو ہم اس میں تحریک استحقاق دے دیں کہ ہمیں غلط انفارمیشن فراہم کی گئی ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں نہیں تحریک استحقاق نہیں، اس کا باقاعدہ procedure ہے آپ رولز دیکھیں اس میں questions میں جو information آتی ہے اس کے لئے بھی طریقہ ہے وہ آپ دیکھیں۔

جناب محمد طارق چوہدری : جناب والا! میں ایک وضاحت کرنا چاہتا ہوں کیوں کہ میرے ایک فاضل دوست جو سندھ اربن سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے سوال کے حوالے سے ایک اعتراض کیا ہے اور میں اس کی تھوڑی سی وضاحت یہ کرنا چاہ رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : کسی نے کیا اعتراض کیا ہے۔

جناب محمد طارق چوہدری : سندھ اربن کے ہمارے ایک دوست نے پنجاب کے بارے میں ایک اعتراض کیا ہے یہاں تین یونٹس ہیں ان کے بارے میں سوال تھا کہ وہاں پر کوٹہ کے مطابق کس طرح یہ ۷ اسکیل سے اوپر ملازمتیں دی گئی ہیں اس پر انہوں نے کہا کہ بڑا بھائی کب ہم پر رحم کرے گا۔ جناب چیئرمین گزارش یہ ہے کہ آبادی کے لحاظ سے پنجاب کا کوٹہ ۵۰ فیصد fix کیا گیا ہے جبکہ پنجاب کی آبادی ۵۰ فیصدی سے زیادہ ہے جو باقی کوٹہ ہے وہ دراصل جو rural areas ہیں زیادہ جس طرح فاٹا ہے بلوچستان ہے وطن میں تقسیم کرنے کے لئے تھا اب انہوں نے یہ تین کارپوریشنوں کی بات کی ہے میں اس بات کا چیلنج کرتا ہوں کہ Ministry of Production میں جتنے یونٹس ہیں جن میں units بھی ہے Steel Mill بھی ہے کارپوریشنوں کے دفاتر بھی وہاں پر ہیں نیا دور ہے دوسری چیزیں ہیں ان سب کا اگر یعنی ان یونٹوں کو اگر الگ نہ کیا جائے جو پنجاب اور سرحد میں، ان سب کا اگر مجموعی طور پر آپ کوٹہ نکال لیں اور اگر پنجاب کو ۵۰ فیصد اس کا کوٹہ ہے اس نے مقابلے میں ۴۰ فیصد سے بھی کم نہ ملا ہو تو جو مرضی کہیں اور اعتراض کریں ہاں میں یہ مانتا ہوں کہ فاٹا اور بلوچستان دونوں کا کوٹہ مکمل کیا گیا ہے اور جس میں سے maximum سندھ اربن کے پاس ہے اور پنجاب کا کم سے کم ۱۰ فیصد بھی ان کے پاس ہے اور اس کے باوجود یہ پنجاب کے اوپر اعتراض کرتے ہیں اس میں سے تین یونٹوں کو لے کر پنجاب کی

بات کریں۔

جناب چیئرمین : یہ پوائنٹس آف آرڈر نہیں بنتا۔ This is no point of order. اس کو بے شک اپنی کمیٹی میں discuss کرلیں۔

جناب منظور احمد گچکی : عرض یہ ہے کہ اگر اس pandora box کو پنجاب کے ممبران کھولنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین : کمیٹی میں کھولیں اور ضرور کھولیں۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! یہ ہمیں فوج میں اور اس میں ratio ہمیں بتا دیں۔

جناب چیئرمین : گچکی صاحب یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر باقائدہ بحث کریں اسے کمیٹی میں discuss کریں۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا! اس پر ہم بحث کریں گے اور بتائیں گے کہ پنجاب ہمارے ساتھ کیا کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین : اس پر آپ تفصیل سے بات کریں۔ اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہئے اور کمیٹی میں اس کو discuss کریں۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین ہمارے طارق چوہدری صاحب خود پنجاب کے کوٹے سے اسلام آباد سے آئے ہیں۔

Mr. Chairman: Next is Privilege Motion-Syed Abbas Shah Sahib. Syed Iqbal Haider on point of order.

سید اقبال حیدر : پوائنٹ آف آرڈر سر، کل کراچی میں شدید بارشوں کی وجہ سے بڑا نقصان ہوا ہے اس سیلاب میں مرنے والوں ے لئے اس ایوان میں دعائے خیر کی جائے اور دعائے مغفرت کی جائے۔

Syed Abbas Shah: Sir, I have a point of order before this

thing.

Mr. Chairman: Please.

Syed Abbas Shah: Sir, these are the Parliament Houses people in the country die every day in accidents and different things. Six, this is not a دعا ہاؤس Those who are connected with the parliament that has to be taken otherwise this tradition will become very difficult for us.

کل پشاور میں بڑا زبردست accident ہوا ہے پرسوں سوات میں ہوا ہے پھر مینگورہ میں we can't stop this thing. A tradition has to be established کہ یہ صرف پارلیمنٹ کے ممبروں کے لیئے ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب نیشنل اسمبلی میں کچھ اسی بات پر بنایا ہے اگر آپ چاہئیں تو اس کو دیکھ کر ہم بھی وہی adopt کرلیں۔

Syed Abbas Shah: That will be a good idea, Sir.

یہ بہت مشکل ہو جاتا ہے ایک آدمی اٹھ کر کہ فلاں جگہ وہ ہو گیا میں کہوں کہ میرے وہاں ایک بڑے مولوی صاحب وفات پا گئے ہیں ہاتھ اٹھائیں جی دعا کرلیں۔

So this is not the way, Sir.

سید اقبال حیدر : ۳۵۔۳۰ شہریوں کی ہلاکت بارش میں ایک دیگر معاملہ ہے اور کسی ایک کا accident ہونا اور بات ہے۔

جناب چیئرمین : اقبال حیدر صاحب اس میں ایک tradition بن جانی چاہیئے کہ کن کے لیئے کرنی ہے نیشنل اسمبلی نے اسی سیشن میں کوئی ایک طریقہ کار بنایا ہے اس کو بھی دیکھ لیتے ہیں میرا خیال ہے شاہ صاحب آپ سے مشورہ کر کے اور جو حضرات ہیں اس کو adopt کرلیا جائے۔

(مداخلت)

جناب چیئر مین : بہر حال جو بھی طریقہ کار وضع کر لیا جائے۔

سید اقبال حیدر : بارش وہاں پر ہوئی ہے پورا شہر اس وقت سیلاب کی زد میں ہے۔

جناب چیئر مین : وہ صحیح ہے اقبال حیدر صاحب لیکن ایک طریقہ کار۔۔۔

سید عباس شاہ : سر ہر سال پنجاب میں سیلاب آتے ہیں۔ ہر سال وہاں نقصان ہوتے ہیں وہاں first ٹائم آیا ہے تو ہم دعا کریں۔

جناب چیئر مین : بہر حال اس کے متعلق سوچ لیں اور وہ بھی دیکھ لیں جو نیشنل اسمبلی نے کیا ہے اور پھر سوچ کر ایک طریقہ کار وضع کر لیا جائے۔ Privilege Motion عباس شاہ صاحب۔

جناب محمد طارق چوہدری : پوائنٹ آف آرڈر، جناب میں آپ کی رولنگ چاہ رہا ہوں اس مسئلے پر کل یہاں بات ہوئی اور آج کے اخبارات میں بھی میں نے اس کو دیکھا بہتر ہوگا کہ یہ ۱۸ کو آپ fix کر رہے ہیں تو یہ بھی اس میں آجائے گی میں نے آپ کو جو ریکوزیشن دی تھی اس پر ۳۰ آدمیوں کے دستخط تھے تو اس میں چیئر مین کا یہ اختیار ہے کہ جب ریکوزیشن آئے تو وہ ۱۴ دن میں اجلاس بلالے لیکن یہ ایک عجیب و غریب روایت وہ استعفوں میں بھی پڑی ہے اور یہاں بھی کل اس پر بات ہوئی۔ جناب چیئر مین آپ نے فرمایا کہ اس پر ۳۰ آدمیوں کے دستخط تھے لیکن چار آدمیوں نے مجھے اطلاع دی تھی کہ میرے sign جو ہیں ان کو valid نہ سمجھا جائے۔ جناب چیئر مین اس وقت تو یہ ہے کہ ۳۰ دستخط کروائے ہوئے تھے اور وہ کوئی problem نہیں بنا لیکن کل کو یہ بھی ہو سکتا ہے آپ کو ۲۴ یا ۲۲ دستخطوں کے ساتھ درخواست دے دی جائے تو پھر اس طرح آپ کی honesty, integrity question میں آجائے گی سوال یہ ہے کہ اگر کوئی ۳۰ سال کا آدمی چھ سال کی کسی بچی کو کہے کہ میں تمہیں چاکلیٹ دے دیتا ہوں اور اس کو اغواء کر لے تو اس کو کہیں گے کہ ورغلا لیا گیا لیکن اگر ۲۵ سال کی کسی خاتون کو وہ کہے تو اس کو ہم کہیں

گے کہ وہ اس کے ساتھ بھاگ گئی ہے وہ ورغلائی نہیں گئی وہ بھاگ گئی ہے اگر وہ ۴۰ سال سے اوپر ہو تو پھر اس کو کہتے ہیں کہ وہ ادھل گئی ہے تو اس طرح یہ ورغلایا نہیں گیا کہ آپ کہیں کہ یہ دستخط valid نہیں رہے۔ مطلب یہ کہ کسی وقت بھی یہ سوال اٹھ سکتا ہے اور problem پیش آسکتی ہے لہٰذا اس میں آپ یہ بات دیکھیں کیا آپ چیئرمین اندر بیٹھ کر اس پر یہ فیصلہ کر سکتے ہیں۔۔۔

<u>جناب چیئرمین</u> : نہیں نہیں میں نے فیصلہ نہیں کیا۔۔۔

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : میں نے یہ درخواست کی ہے۔۔۔

<u>جناب چیئرمین</u> : یہ ۱۸ تاریخ کو۔۔ آپ نے صحیح کہا،

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : کسی وقت یہ problem آسکتی ہے اس لیئے اس پر رولنگ بھی چاہیئے ہو گی تاکہ آئندہ کے لیئے کوئی دقت نہ رہے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : ۱۸ تاریخ کو یہ سارا سن لیں گے آج اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہے سوال ان کا یہ ہے اگر کچھ حضرات دستخط کر کے دیتے ہیں تو کیا پھر قانونی طور پر valid ہے کہ وہ پھر اس چیئرمین کو کہہ دیں۔ کہ میرے دستخط کو غیر موثر سمجھا جائے۔

<u>چوہدری امیر حسین</u> : بہرحال ۱۸ کو یہ discuss کریں گے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : ۱۸ کو اس پر بھی بحث ہو جائے گی اقبال حیدر صاحب عبداللہ شاہ صاحب آپ بھی اس معاملے کو study کریں یہ دونوں مسئلے ایسے ہیں یہ دونوں سوالات ہیں جو کل بھی raise ہوئے تھے اس پر اچھا ہے تفصیل سے بحث ہو جائے تاکہ آئندہ کے لیئے بھی ہماری راہنمائی ہو جائے۔ عباس شاہ صاحب آپ کا ایک Privilege Motion پڑا ہوا ہے۔

PRIVILEGE MOTION

RE: A LETTTER TO THE EDITOR "MUSLIM" CAPTIONED "HELP MR. PRESIDENT"

Syed Abbas Shah: I raise the point of privilege arising out of the letter to Editor "THE MUSLIM" dated 7th July, 1992

captioned- "Help Mr. President". In the letter strong derogatory remarks are used as enclosed. The privilege of the Parliament is breached by this letter.

Mr. Chairman: Alam Ali Laleka Sahib.

Mian Alam ali Laleka: Mr. Chairman I beg to raise a point of privilege out of the letter to Editor "THE MUSLIM" dated 7th July, 1992 captioned- "Help Mr. President" In the latter strong derogatory remerks are used as enclosed. The privilege of the Parliament is breached by this letter.

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mian Abdul Sattar Laleka: Opposed, Sir.

Mr. Chairman: It is being opposed. yes Abbas Shah Sahib on admissibility.

جناب چیئرمین : شاہ صاحب ذرا اس کی admissibility پر فرمائیے۔

سید عباس شاہ : میں پہلے تو اس کی admissibility پر یہ بھی افسوس کروں گا اس دن جب میں اٹھ رہا تھا تو میرے ساتھ یہ وعدہ کیا گیا تھا منسٹر فار پارلیمانی آفیئر نے کہ ہم اس کو یہاں oppose نہیں کریں گے۔

the issue was almost settled that it should go to the Committee. Today it is very unfortunate that the Minister on the Government benches have said that.

جی ہم اس کو oppose کر رہے ہیں۔ چلو،

the position is that a letter was printed when the Nationa Assembly was not in Session.

اور اس لیٹر کی کاپی آپ کے پاس ہے اس کے الفاظ اگر میں دوبارہ دوہراؤں تو میں بھی اپنے ممبران پارلیمنٹ کی بے عزتی کروں گا یا ان کے privilege کو breach کروں گا میرے خیال میں کسی آدمی کو کسی پریس کو اتنی آزادی جو اس ملک میں دی گئی ہے لیکن ہم بار بار

ایک بات عرض کرتے ہیں کہ مادر پدر آزادی نہیں ہونی چاہیئے۔ there are regulations, there are traditions and there are words to be used against, اور اس institution کے متعلق جس کو کروڑوں لوگوں نے ووٹ دیا ہے اور ان کو elect کیا ہے اس میں اپوزیشن یا گورنمنٹ کا فرق نہیں ہے۔ everybody who has been elected, کیا یہ گالی یا جو insulting remarks دیئے گئے ہیں یہ صرف اور صرف ان ممبران کے لیئے ہیں بلکہ ساری قوم کو insult کیا گیا ہے۔ because these people have been voted to these seats by the nation, by this country. اور جس آدمی نے لکھے ہیں وہ یہ کلیم کرتا ہے کہ میں کسی دوسرے ملک میں رہتا ہوں ہو سکتا ہے کہ اس کا پاسپورٹ بھی پاکستانی نہ ہو سکتا ہے dual nationality کا مالک ہو۔ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک ایسی کلاس سے تعلق رکھتا ہو وہ پاکستان کی democracy اور پاکستان کی existence کے خلاف بھی ہو سر یہ معاملہ تبھی طے ہو سکتا ہے آپ اس کو Privilege Committee میں دیں straight away اس ہاؤس میں جو قوم اور ملک کی کارکردگی اور legislation کے متعلق کام کرے اس کے متعلق یہ ریمارکس ہوں جیسے کہ کہا جاتا ہے کہ Privilege وہ ہے کہ ہمارے کام میں رکاوٹ پڑے۔ یعنی ہماری نیشنل اسمبلی یا سینٹ یا صوبائی اسمبلی کی prestige state پر ہو جائے تو وہاں پر پھر کام کرنا یا قوم کو کئی legislation دینا اس کے حقوق سے بھی ہم deprive ہو جاتے ہیں۔

<u>سید عباس شاہ</u> : Sir, let that man should come, let we should hear, let the Editor of 'Muslim' be called کیونکہ میں مانتا ہوں کہ ہماری مسلم لیگ کی گورنمنٹ نے جو آزادی پریس کو دی ہے وہ ان کا حق ہے اور صحیح طور پر آزادی دی گئی ہے لیکن آزادی کا یہ مطلب نہیں آپ انگریزوں کے قانون کو دیکھیں، برٹش گورنمنٹ کے قانون دیکھیں Against the State, against the legislators, اگر ان کی کارکردگی پر، اس status پر کوئی رکاوٹ پیدا ہو۔۔۔ ہاں اگر شکایت ایک آدمی کے خلاف ہوتی تو

اگر عباس شاہ کے خلاف ان کو کوئی شکایت ہے وہ عباس شاہ definitely, they are free کے خلاف لکھیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا، عباس شاہ گنہگار ہوگا۔ I will answer لیکن him in the court or in the place where it is relevant as a whole اگر پارلیمنٹ کو اس طریقے سے defame کیا جائے، یا اس کے متعلق یہ الفاظ use کیئے جائیں۔ سر، اس سے استحقاق کا ٹوٹنا تو ایک بات ہے لیکن Sir, I address you as Chairman اس کو آپ کو postpone نہیں کرنا چاہیئے تھا ہو سکتا ہے کہ "مسلم" یہ stand لے کہ جس آدمی نے یہ خط لکھا ہے وہ ملک چھوڑ کر واپس بھی چلا گیا ہے۔ اس کا اسی دن ہی فیصلہ ہونا چاہیئے تھا میں نے تو request کی تھی چونکہ میں اس دن چھٹی پر جا رہا تھا میری مجبوری تھی تو میں نے لالیکا صاحب کو بھی کہا تھا وہ اگر یہ admit ہو جائے۔۔۔ اگر یہ excuse ہو تو پھر اس کی گورنمنٹ بھی responsible ہو گی The man who has done this damage or who has tried to do the damage to this august House, to the Parliament. اور وہ اس ملک سے چلا جائے اور ہم اس سے پوچھیں ناں، یا اس کو task میں نہ لائیں۔ شکریہ۔

<u>جناب چیئرمین</u> : جناب لالیکا صاحب۔

<u>سید عبداللہ شاہ</u> : پوائنٹ آف آرڈر۔

<u>جناب چیئرمین</u> : سید عبداللہ شاہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

POINT OF ORDER, RE: BRIEF STATEMNET BY A MINISTER IN CASE OF PRIVILEGE MOTION

Syed Abdullah Shah: Sir, I draw your kind attention to Rules pertaining to the Privilege Motions. Now there is no provision for the Minister to oppose it, we are taking this necessary as it is an Adjournment Motion, if you kindly see the Rule pertaining to Adjournment Motions that is Rule 76(4) about Adjournment Motion says:-

"If the Motion is opposed by the Minister, he may make a brief statement."

There is no such provision with regard to the Privilege Motions. It is Sir, only your discretion, your judgemen, if you hold the Privilege Motion in order then this has to be referred to the Privileges Committee and the Minister will not make a brief statement.

جناب چیئرمین : آپ کی بات ایک لحاظ سے صحیح بھی ہے اور ایک لحاظ سے صحیح نہیں ہے صحیح اس طرح ہے کہ آپ نے رولز پڑھے ہیں ان میں اسی طرح ہی ہے but to hold whether it is in order or not, I would like the assistence of the House, let us say the Minister concerned کہ inorder یہ آپ اس سے اتفاق کرتے ہیں۔ نہیں کرتے ہیں. it will give me assistance on this matter. یعنی I agree with you کہ Formally یعنی ضروری نہیں ہے کہ میں ضرور پوچھوں نہ بھی پوچھوں تو کر سکتے ہیں لیکن to hold it in order or not in or order If I ask the Minister to give me assistance then I think تو اس میں تو کوئی۔۔

Syed Abdullah Shah: That is different thing. There is no such provision.

جناب چیئرمین : صحیح بھی ہے اور نہیں بھی۔

سید اقبال حیدر : جناب والا، افسوس ناک بات یہ ہے کہ ایک لالیکا دوسرے لالیکا کو oppose کر رہا ہے۔

جناب چیئرمین : اب دیکھتے ہیں کہ یہ کہتے کیا ہیں، ان کی بات تو پہلے سنیں۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب چیئرمین، میرے ہاتھ میں ۷ جولائی ۱۹۹۲ء کا روزنامہ "دی مسلم" کا تراشہ ہے جس میں ایک بیرون ملک رہنے والے پاکستانی بینکر کے نام سے، ایک Help Mr. President, کے عنوان سے ایک خط چھپا ہے اب اس نے اس میں

الزامات عائد کئے ہیں جو کسی ایک فرد کے خلاف نہیں ہیں۔ سب سے پہلے اس نے کہا ہے کہ These upstart public representatives "نوخیز عوامی نمائندگان" ایک نمائندے کے لئے نہیں بلکہ "نمائندگان" کے لیئے دوسرا اس نے کہا ہے کہ these semi-literate legislators اس نے صیغہ واحد کا استعمال نہیں کیا بلکہ جمع کا استعمال کیا ہے۔ یہ نیم تعلیم یافتہ قانون دان ہیں۔

تیسرا انہوں نے کہا کہ یہ قانون ساز نااہل نانجار ہیں، غنڈہ قسم کے نمائندگان ہیں، واحد کا صیغہ استعمال نہیں کیا گیا اور پھر جناب والا، اس نے ساری جمہوریت کو برا کہا ہے، the entire hoax of democracy, the educated middle class and majority of the poor get disgusted with the entire hoax of democracy in Pakistan. ساری جمہوریت جو پاکستان کی ہے، اس کو برا بھلا کہا ہے پھر کہا ہے کہ قائد اعظم کے پاکستان کی بے عزتی ہے کہ سیاسی طاقت ایسے لوگ استعمال کر رہے ہیں جو غیر سنجیدہ ہیں اور اقتدار کے بھوکوں کا غول ہیں What a disgrace to Quaid-e-Azam's Pakistan that the political power is being wielded by non-serious, egoistic and incompetent band of persons اس میں تمام پارلیمنٹ کے لوگ آجاتے ہیں۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ دل رکھتا ہے جب ملک مافیا کی زد میں ہے My heart pains when I see my country freeting under the heels of drug mafia, landeed mafia and now the most dangerous of the mafias is religious mafia. یعنی کسی طبقہ کو بھی اس نے معاف نہیں کیا۔ ڈرگ مافیا، زرعی مافیا، مذہبی مافیا۔ پھر جناب والا، اس نے جو ساتواں سوال اٹھایا ہے اس میں کہا ہے کہ ایک جاہل ناخواندہ، جرائم پیشہ، جاگیر دار، وڈیرے، ایم پی اے، ایم این اے بن جاتے ہیں یعنی جتنے بھی ایم پی اے، ایم این اے ہیں، یہ سب جاہل ہیں۔ پھر اس نے آٹھواں یہ الزام لگایا ہے کہ غیر مستحق، نااہل قانون ساز بن جاتے ہیں۔ پھر یہ کہا ہے کہ تعلیم یافتہ مڈل کلاس

غربا کی اکثریت جمہوریت کے نظام کو جانچنے سے مایوس ہو جاتی ہے۔ اب جناب والا، یہ تو الزامات ہیں جو اس نے عائد کیئے ہیں۔

جناب والا، اب میں ایک لحاظ سے تو اس غیر مالکی مقیم پاکستان بینکر کی عزت و تکریم کرتا ہوں۔ حکم ربی ہے کہ برائی کو جبر سے روکو، ایسا نہ کر سکو تو زبان سے برا بھلا ضرور کہو لیکن اس نسبت سے میں اسے دیوانی ماں کا خبطی بیٹا قرار دوں گا کیونکہ اس نے سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا ہے اور اجتماعی ہرزہ سرائی کی ہے اور دشنام طرازی بڑے مہذب لہجے میں کی ہے اس نسبت سے میں اسے دیوانی ماں کا خبطی بیٹا قرار دیتا ہوں جہاں تک اس بات کا سوال ہے کہ یہ چیزیں ہوتی ہیں، کسی حد تک وہ جناب والا درست ہے۔ ہمارے ملک میں مغربی نظام جمہوریت قائم ہے یہاں چپڑاسی رکھنے پر تو معیار دیکھا جاتا ہے۔ قابلیت اور اہلیت دیکھی جاتی ہے، اس کا کردار پرکھا جاتا ہے لیکن یہاں نمائندہ منتخب ہونے کے لئے کوئی معیار نہیں ہے بلکہ صرف چار ہزار پانچ ہزار سیکورٹی ہونی چاہیئے اور ایک گز بھر لمبی زبان ہونی چاہیئے جس سے لوگوں کو بے وقوف بنایا جا سکے۔ اب لوگ بے چارے اتنے سادہ رہ ہیں کہ وہ بن جاتے ہیں۔ جناب والا، ہمارے ہاؤسز میں ایوانوں میں ایسے ممبران صوبائی اسمبلی موجود ہیں جن کے خلاف دس پرچے خلاف وضع فطری کے جرم کے درج ہیں، میرے پاس ریکارڈ موجود ہے، ہمارے ممبران قومی اسمبلی ایسے ایسے ہیں جو املاً چار ایکڑ کے مالک تھے اور اب چار ارب کی آسامی بن گئے ہیں، یہ کہاں سے بنے ہیں۔ وہ بھی یہاں موجود ہیں۔

ایک معزز رکن: ان کے نام بتائیے۔

(مداخلت)

<u>میاں عالم علی لالیکا</u> : جناب اگر آپ بولنے دیں گے تو پتہ چل جائے گا۔ اور اگر آپ غائب کا علم جاننا چاہتے ہیں تو اللہ سے دعا کیجیئے۔

جناب چیئرمین : ان کا مطلب یہ ہے کہ سب کو ایک ہی لاٹھی سے ہانکا گیا ہے، حالانکہ اچھے بھی ہیں اور برے بھی ہیں۔

میاں عالم علی لالیکا : میں عرض کرتا ہوں کہ اس حد تک وہ درست ہے، ایسے ایم این اے ہیں جو چار ایکڑ سے چار ارب کی آسامی بن گئے ہیں۔ ایسی کئی ٹلیاں ہیں جو ٹل بن گئی ہیں۔ کروڑوں روپے غبن کرنے والوں کے خلاف صرف ایوارڈ ہی لگایا جاتا ہے روپے کی وصولی کا اہتمام کیا ہی نہیں جاتا میں نے پہلے بھی ایک دن عرض کیا تھا کہ مجھے ۱۴ کروڑ روپے دے دیئے جائیں تو میں سات سات نہیں بلکہ چودہ سال کے لئے لکھ کر دینے کو تیار ہوں کہ سیاست نہیں کروں گا۔ یہ تو بڑا منافع کا سودا ہے جناب والا، یہاں آج تک احتساب ہوا ہی نہیں اگر احتساب ہوا ہے تو پٹواریوں کا ہوا ہے، سپاہیوں کا ہوا ہے۔ کسی سیاست دان کا آج تک احتساب ہوا ہی نہیں اس لحاظ سے بھی اس دیوانی ماں کے خبتی بیٹے نے صحیح کہا ہے۔ انہی ایوانوں میں کئی ایسے بھی ہیں جنہوں نے سیاست میں آنے کے بعد اپنی کٹیا ہی جلا دی ہے۔

جناب والا، میں کن کن کے نام لوں، پیٹھ پیچھے نام لینا بری بات ہے۔

میں اب اس غیر ملکی بینکر نے جو ہرزہ سرائی کی ہے اس کے جواب میں مختصراً عرض کروں گا کہ بڑی پاجیرو گاڑویں کا غلط استعمال ہوتا ہے اور وہ جرائم میں استعمال ہوتی ہیں۔ یہ اس نے ٹھیک کہا ہے لیکن جب انہوں نے سب کے لئے کہا ہے تو میں کہوں گا کہ باسی کڑاہی، میں ابال آیا ہے۔

اس نے کہا ہے کہ میں ذاتی طور پر غنڈہ قسم کے ایم پی اے کی چیرہ دستی کا شکار ہوا ہوں اپنی گاڑی چلاتے ہوئے، انہوں نے کوئی ذاتی تجربہ بیان کیا ہے۔ ہمیں علم نہیں ہے کہ وہ بطور طالب علم بچپن میں نہ جانے کیسی کیسی چیرہ دستیوں سے گزرے ہیں۔ پاکستانی ڈاکٹر بیرون ملک رہنے والے نے خیال ظاہر کیا ہے کہ مراعات ہی جاہل، جرائم پیشہ اور وڈیروں کو ترغیب دیتی ہیں کہ وہ ایم پی اے۔ ایم این اے بنیں میں اس کے جواب میں کہوں گا

صدائے سگاں کم نکند مراعات نمائندگان را، اب پھر اس نے یہ کہا ہے کہ سپر شہری کی تعیّشات حاصل کرنے کے لئے جاہل، غیر سنجیدہ، غیر مستحق نااہل اشخاص قانون ساز بن جاتے ہیں تو میں یہ کہوں گا کہ جو آگ کھائے گا انگارے اگلے گا، اسمبلیوں میں وہ جھگڑتے ہیں ادنیٰ مراعات کے لئے، یا سوتے ہیں یا وزراء کے گرد گھیرا ڈالے ہوئے ہوتے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین : یہ مختصراً کریں ناں کہ۔۔۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب عالی میں بالکل مختصر کر رہا ہوں اس کے بارے میں عرض کروں ایک چوہا بل میں سماتا نہیں اور دم سے باندھے چھاج، پھر جناب اس نے کہا ہے تعلیم یافتہ، مڈل کلاس اور غربا کی اکثریت مایوس ہو جاتی ہے جمہوریت کے جھوٹ سے متنفر ہو جاتی ہے تو میں یہ کہوں گا کہ اوس چاٹے پیاس نہیں بجھتی۔ جناب والا اس نے یہ کہا ہے کہ MPA/MNA کی مراعات واپس لے لی جائیں صرف خواندہ لوگ نمائندگی کے لئے رہ جائیں گے۔ میں یہ کہوں گا کہ وہ ماں سے زیادہ جائے "پھاپھہ کٹنی" کہلائے۔ پھر جناب والا! اس نے کہا ہے کہ قانون سازی جاہل لوگوں کے ہاتھ میں نہیں ہوگی سیاسی قیادت میں بدعنوانی نہیں ہوگی، پھر اس نے یہ کہا ہے کہ الیکشن پر اخراجات ان لوگوں کو محروم کرنے سے کم ہو جائیں گے۔ تو جناب والا! "اکتائی کمہارن ناخن سے مٹی نوچے"، اس پر صادق آتی ہے۔ قائداعظم کے پاکستان کی کتنی بدقسمتی ہے کہ سیاسی قوت نااہل افراد کے ہاتھوں میں ہے تو اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ "آپڑوس لڑیں آپڑوس کشتی ہو" پھر ان نے یہ کہا ہے کہ دل دکھتا ہے جب میں نے ملک کو رگیدتا ہوا دیکھتا ہوں۔۔۔۔

جناب چیئرمین : اب اس کو admissibility پہ بات کریں ناں۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب admissibility پہ بات کرتا ہوں جناب والا: میں اس پر عرض کر چکا ہوں کہ یہ بات جو اس نے کہی ہے کسی ایک فرد کے لئے نہیں کہی گئی ہے۔

جناب چیئرمین: سب کے لئے کہی ہے۔

میاں عالم علی لالیکا : سب کے لئے کہی ہے اور تمام لیجسلیٹرز کو تمام نمائندگان کو دشنام طرازی کی ہے۔ admissibility تو بڑا شائستہ لفظ ہے ہم تو آپ سے اجازت مانگیں گے کہ ہم مسلم والوں سے خود ہاتھاپائی کر کے فیصلہ کریں کہ یہ کیا طریقہ ہے کیا اصول ہے جناب والا اس نے یہ کہا ہے میرا دل دکھتا ہے جب میں۔۔۔

جناب چیئرمین : تو آپ کا یہ کہنا ہے کہ جی انہوں نے ہر ایک کو، اچھے لوگوں کو۔۔۔

میاں عالم علی لالیکا : میں عرض کرتا ہوں جناب والا! دل دکھتا ہے جب میں اپنے ملک کو رگیدتا ہوا دیکھتا ہوں جناب والا! دیکھیئے مسلم کا جو اخبار ہے اس کی سرکولیشن کتنی ہے اور میں جو بات عرض کر رہا ہوں آپ کی اجازت سے ممبران کے توسط سے اس چھوٹے سے ہال میں عرض کر رہا ہوں اس لئے مجھے تھوڑا سا وقت دے دیجئیے۔۔۔۔انہوں نے یہ کہا ہے کہ دل دکھتا ہے جب میں اپنے ملک کو رگیدتا ہوا دیکھتا ہوں ڈرگ مافیا، زراعت مافیا، اور اب سب سے خطرناک مذہبی مافیا، یعنی مذھب والے بھی مافیا ہیں زراعت والے بھی مافیا ہیں اور ڈرگ والے بھی مافیا، اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ کتے کو جب موت آتی ہے تو مسجد کی طرف بھاگتا ہے پھر جناب والا میں یہ عرض کرتا ہوں کہ کچھ لوگ بھیڑیئے کے دستر خوان پر کھانے کے بعد گڈریئے کے گھر افسوس کرنے چلے جاتے ہیں۔ جناب والا! بڑا افسوس ہے کہ اخبار نویس حضرات، اب میں اپنے مقصد کی طرف آتا ہوں کہ اخبار نویس حضرات گمراہ، گمنام ہرزہ سرائیاں یوں چھاپ دیتے ہیں جیسے اس طرز تکلم میں انہیں تعلیم دینا مقصود ہے۔

[***]

ہی معلوم کر سکتی ہے کون تھا وہ کیا تھا ہمیں اس سے کیا واسطہ، ہمیں تو مسلم اخبار سے اختلاف ہے جنہوں نے یہ ہرزہ سرائی اور یہ دشنام طرازی اپنے اخبار میں چھاپی ہے گمنام

+ بحکم جناب چیئرمین صاحب الفاظ حذف کیے گئے

آدمی کا نام لے کر، صحافت کے پیشے کی انہوں نے تضحیک کی ہے تذلیل کی ہے۔ اگر میں ایڈیٹر کے نام گمنام خط تو کیا جناب والا اپنا، اپنے خاندان کا، اپنے تمام ورثاء کا اتہ پتہ بتا کر یہ کہنے کی یہ درخواست کروں کہ اخبار کے کسی کالم میں اس بات کو جگہ دے دیں [***] لوگوں کی اور پارٹیوں کی دھول اڑا کر اپنی شکم سیری کا سامان کرتے ہیں۔ بھاری معاوضے وصول کرتے ہیں۔ زور قلم سے جائز و ناجائز مراعات حاصل کرتے ہیں، اس کے عادی ہیں وغیرہ وغیرہ، تو کہنا ناجائز ہوگا ہمیں کیا معلوم کہ مسلم کے خطوط والے کالم میں یہ دشنام طرازی کی گئی ہے واقعی کسی بیرون ملک پاکستانی نے کی ہے یا مسلم والوں کے اپنے ذہن کی اختراع ہے اب یہ معلوم کرنے کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ اس معاملے کو Privilege Committee میں دے دیا جائے۔ [***] جناب والا! اب میں بھی یہ سمجھوں گا یہ جو خط ہے یہ نہ خلق کا ہے نہ تالو کہ یہ خط میاں لالو کا معلوم ہوتا ہے ان معروضات کے ساتھ عرض کروں گا کہ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ ایسی بیمار، ذہنیت اور قبیح طرز عمل کی روک تھام ہو سکے شکریہ۔

<u>جناب عبدالرحیم خان مندوخیل</u> : جناب چیئرمین، گولائیکا صاحب نے تحریک استحقاق کے حق میں، admissibility کے حق میں argument دیئے [***] جو لفظ میں سمجھ رہا ہوں پارلیمنٹرین کی حیثیت سے، اسی سپیکر کے حاظر یا غیر حاضر، معلوم یا نا معلوم اس کے بارے میں یہ دوسرے جو مختلف محاورے آئے یہ اکثر ہمارا اس میں دشنام ہی سمجھے جاتے ہیں۔ تو میرے خیال سے ان میں بہت سارا ایسے ہیں جن کو حذف کرنا چاہیئے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : کون سے الفاظ ہیں وہ بتادیں حذف کر دیتے ہیں۔

<u>جناب عبدالرحیم خان مندوخیل</u> : جناب والا! مجھے تو پورے یاد نہیں۔

[***]

(مداخلت)

+ بحکم جناب چیئرمین الفاظ حزب کیے گئے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : ٹھیک ہے بات ہو لیکن admissibility جو موضوع ہے۔۔۔

(مداخلت)

سید عباس شاہ : سر "خچر" غیر پارلیمانی نہیں ہے۔ یہ بالکل نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : بہر حال آپ فیصلہ کر لیں محمد علی صاحب آپ ذرا فیصلہ کر کے مجھے بتا دیں تاکہ حذف کئے جا سکیں۔

حافظ حسین احمد : جناب چیئرمین! میں گزارش کروں گا کہ لالیکا صاحب نے فرمایا کہ تمام فیملی کے متعلق کہا ہے۔

میاں عبدلستار لالیکا : نہیں تمام کے متعلق نہیں کہا۔

حافظ حسین احمد : ہم سمجھتے ہیں کہ پانچ انگلیاں برابر نہیں ہیں اس لئے ان الفاظ کو حذف کیا جائے۔

جناب چیئرمین : ہاں جی آپ ذرا clarify کریں کہ کیا کہا تھا۔

(****)

میاں عالم علی لالیکا : جناب جہاں تک صحافیوں کا تعلق ہے اس میں، میں نے یہ کہا ہے اگر میں اپنے کو ائف دے کر اخبار والوں سے یہ کہوں کہ صحافت کے بارے میں یہ، یہ کچھ چھاپ دیجئیے گا کہ کچھ لوگ ایسے ہیں تو کیا وہ اس کو جگہ دیں گے؟ کیا اس کو چھاپیں گے؟ کیا لکھیں گے؟ ہمارے بارے میں برا بھلا لکھنا تو ان کے لئے یوں ہے جیسے کہ بڑا آسان ہو کبھی اپنے بارے میں بھی کبھی لکھیں گے۔

جناب چیئرمین : نہیں صحافیوں کے بارے میں آپ کا مقصد نہیں تھا کہ کسی کی دل آزاری کی جائے یا۔۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا! میرا تو صرف مقصد یہ ہے کہ اگر ہم یہ کہیں کہ کوئی صحافی بڑا کہتے ہیں تو کیا اس جگہ اس کو جگہ دیں گے۔ اخبار میں لکھیں گے۔ ہمارے

+ بحکم جناب چیئرمین الفاظ حذف کئے گئے۔

بارے میں سب کچھ لکھتے ہیں۔

جناب چیئر مین : تو آپ کا مقصد یہ نہیں تھا اور نہ ہی میرا خیال ہے کہ ارادہ تھا۔

میاں عالم علی لالیکا : نہیں میرا مقصد یہ نہیں ہے۔

(****)

(مداخلت)

جناب چیئر مین : لالیکا صاحب، محمد علی خان صاحب، اور سید فصیح اقبال صاحب آپ بھی چلے جائیں میرا خیال ہے ان کو کوئی غلط فہمی ہو گئی ہے۔

(****)

میاں عبدالستار لالیکا : عباس شاہ صاحب بھی چلے جاتے ہیں۔

سید عباس شاہ : حافظ صاحب نے غلط فہمی create کی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئر مین : یہ غلط فہمی ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

(مداخلت)

میاں عالم علی لالیکا : جناب یہ کیا جگہ از م بنائی ہوئی ہے اس ملک میں۔۔۔۔

جناب چیئر مین: نہیں غلط فہمی تو نہیں ہونی چاہئیے ناں۔

(مداخلت)

میاں عبدالستار لالیکا : I think he has made a short statement, Sir مجھے اس کا جواب دینے دیں۔

جناب چیئر مین : جی لالیکا صاحب۔

حافظ حسین احمد : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب چیئر مین : نہیں جی۔ مجھے بات سن لینے دیں۔ تحریک التواء ہے۔ اس پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہوتا۔

+ بحکم جناب چیئر مین الفاظ حذف کئے گئے۔

میاں عبدالستار لالیکا : حافظ صاحب نے اسے confuse کیا ہے۔

حافظ حسین احمد : confuse نہیں کیا ہے۔ میں گزارش کروں گا چیئرمین صاحب بحیثیت قومی اسمبلی کے ممبر کے اگر لالیکا صاحب یہاں بیٹھے ہیں۔ انہیں یہ حق نہیں پہنچتا +[***] انہوں نے جو زبان استعمال کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حافظ حسین احمد نے اٹھ کر، میں گزارش کرتا ہوں کہ انہیں کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ یہ کہیں۔ میرا استحقاق ہے یہاں پر بات کرنے کا۔ لالیکا صاحب اپنے والے الفاظ واپس لیں۔

جناب چیئرمین : میں نے پہلے ہی کہہ دیا ہے۔

حافظ حسین احمد : نہیں نہیں وہ دوسرے لالیکا صاحب، جو وزیر اطلاعات ہیں انہوں نے اٹھ کر یہ کہا+[***]

حافظ حسین احمد : ایسی بات نہیں ہے۔ میرا حق بنتا ہے کہ میں اس فلور پر کہوں۔

جناب چیئرمین : پہلے میں سن لوں اس تحریک استحقاق پر۔

حافظ حسین احمد : میں جناب واک آؤٹ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین : pleaseحافظ صاحب یہ غلط فہمی ہے۔

جناب چیئرمین : مجھے سن لینے دیں۔ لالیکا صاحب پلیز تحریک استحقاق پر مجھے بتا دیں اپنا موقف۔

Khawaja Muhammad Asif: Sir I would like to say something about the motion, *i.e.* Privilege Motion.

جناب چیئرمین : نہیں جی تحریک استحقاق پر صرف حق محرکین کا ہے اور منسٹر کا ہے۔

خواجہ محمد آصف : جناب یہ ایک anonymous letter پر ادھر discussion کر کے glorify کیا جارہا ہے۔ اور اس کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ جو ہم نے پریس کو بھی اس میں گھسیٹا ہے اور آپس میں بھی لڑ رہے ہیں۔ اور یہ تو ایک anonymous سا لیٹر ہے اسے

+ بحکم جناب چیئرمین الفاظ حذف کیے گئے۔

اتنا glorify کیوں کیا جارہا ہے۔

جناب چیئرمین : سن لیں ناں۔ آپ کی بات اپنی جگہ درست لیکن میں سن تو لوں کہ منسٹر صاحب کیا کہتے ہیں۔ امیر حسین صاحب مہربانی کر کے حافظ صاحب کو بلالیں۔

میاں عبدلستار لالیکا : میں تو نہیں جاؤں گا جناب۔

[****]+

جناب چیئرمین : آپ تحریک استحقاق پر بات کریں۔

میاں عبدالستار لالیکا : جناب جاتے جاتے، اندازہ کریں کہ انہوں نے لفظ استعمال کیا ہے جناب ایسے تو نہیں۔

[*****]+

جناب چیئرمین : پہلے آپ اس پر فرمادیں ناں پھر ان پر بھی۔

میاں عبدالستار لالیکا : جناب جہاں تک اس تحریک استحقاق کا سوال ہے حکومت کی طرف سے پریس کو مکمل آزادی ہے۔ اور ہماری کسی قسم کی بھی کوئی پابندی نہیں ہے اس پر۔ اب یہ ایک independent اخبار میں ایک خط چھپا ہے۔ اور اس خط سے اگر ممبران پارلیمنٹ کی دل آزاری ہوئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میں تو درخواست ہی کر سکوں گا اس اخبار کے اڈیٹر سے کہ وہ اس کا نوٹس لے۔ یہ بات صحیح ہے کہ میں یہ مسئلہ اے پی این ایس سی پی این ای کے سامنے بھی رکھوں گا کہ ایسے جو خطوط آتے ہیں۔ کم از کم ان کو گمنام طریقے سے چھاپا نہ جائے بلکہ ان کے جو خط لکھتے والے ہیں یہ میں ان سے درخواست کر سکتا ہوں کہ جو خط لکھنے والے ہیں کم از کم اپنے شناختی کارڈ کی فوٹو سٹیٹ کاپی بھی ساتھ منسلک کر دیا کریں تاکہ پتہ رہے کہ یہ خط کس نے لکھا ہے۔ اور اگر اس خط سے کسی کی دل شکنی، دل آزاری ہو تو اس کا بھی پتہ چل سکے۔ دوسرے میں سی پی این ای اور اے پی این ایس جو معزز ادارے ہیں ان سے یہ درخواست بھی کروں گا کہ وہ معتبر ذرائع اور اس طریقے سے گمنام جو خبریں چھاپی جاتی ہیں ان کے متعلق بھی کچھ اپنی bodies میں کچھ پالیسی decision

---

+ بحکم جناب چیئرمین الفاظ حذف کیئے گئے۔

لیں۔ یہ ضرور ہے کہ اس خط کے شائع ہونے پر تمام ممبران پارلیمنٹ کے متعلق ایک غلط تاثر کیا ہے۔ اور اس سے ان کی دل آزاری ہوئی ہے۔ اور جیسے سینیٹر عباس شاہ صاحب نے کہا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ کم از کم اس چیز کو وہ probe کر لیں thoroughly اور اگر اس میں chair کی یہ رائے ہو کہ اس میں ممبران سینٹ کی جو رائے ہے اگر اسے آپ مد نظر رکھتے ہوئے جو فیصلہ کرنا چاہئیں تو اس کے لیئے آپ بااختیار ہیں۔

جناب چیئرمین : شاہ صاحب اس میں مجھے دو مشکلات نظر آ رہی ہیں۔ پہلی چیز تو یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق کس کے خلاف ہو گی۔ یعنی کس کو آپ investigate کریں گے۔ کیونکہ اس آدمی کا نام نہیں دیا ہوا۔

Syed Abbas Shah: Sir, the newspaper.

جناب چیئرمین : نیوز پیپر کا تو انہوں نے کہا ہے کہ نیوز پیپر کا ایک اصول یہ ہے کہ freedom of press آتا ہے۔ چھاپتے ہیں۔

سید عباس شاہ : ہم بھی اخبار کا بائیکاٹ نہیں کر سکتے۔ Privilege میں بہت سی چیزیں ہیں۔ we can make certain decisions ہم نے code of ethics اس ملک میں قائم کرنا ہے۔ Parliament is for legislation of many things, we can bring legislation if we feel کہ ہماری insult ہو رہی ہے۔ ہم اسے روک نہیں سکتے اور یہ قوم کی insult ہے۔

جناب چیئرمین : یعنی ایک anonymous ہے۔ کسی کا نام نہیں ہے۔ ایسے پاکستانی Pakistan banker کر کے۔

سید عباس شاہ : ہو سکتا ہے اخبار نے خود لکھا ہو۔

Mr. Chairman: Any thing is possible.

Syed Abbas Shah: Let that paper should be called.

جناب چیئرمین : دوسری دقت مجھے یہ ہے کہ جس نے بھی یہ خط لکھا ہے اس نے

ایم این اے ایم پی اے کا نام تو با قاعدہ ایم این اے ایم پی اے لکھا ہے لیکن سینیٹر کا نہیں لکھا۔

سید عباس شاہ : اس کا جواب بھی میں دینے کے لئیے تیار ہوں اگر اجازت ہو۔ Sir,
public representatives, and at that time the National Assembly was not in session اس دن National Assembly was not in session اور یہ میری ڈیوٹی بنتی تھی کہ to protect all the organs of the Parliament

جناب چیئرمین : اب مجھے بتائیں۔ آپ نے دیکھا ہے کہ اس میں شروع میں بھی I have observed that big Pajeros and cars wtih MPA/MNA plates are being misused. پھر آگے کہتا ہے کہ terminate all those prerogatives of MAs/MPAs. پھر کہتا ہے کہ وجاگیر دار وڈیرے ایم این اے، ایم پی بنتے پھر آگے کہتا ہے if you take away all the attractions of MNA/MPA یعنی کسی نے دانستہ طور پر معلوم ہوتا ہے کہ سینیٹرز کو حذف نہیں بنایا۔ تو ایک یہ نقطہ ہے۔ یہ دو چیزیں ہیں انہیں مد نظر رکھیں۔ ایک تو گمنام خط ہے جس طرح کہ خواجہ آصف صاحب نے بھی کہا ہے کہ گمنام حط ہے کسی کا نام نہیں ہے کسی نے ویسے ہی ایک شرارت کی ہو گی۔ دوسرا یہ ہے کہ سینیٹرز کا کسی نے دانستہ طور پر نام نہیں لیا۔ تو اس میں جو روایت ہوتی ہے کہ آپ اگر سینٹ میں ایک چیز لاتے ہیں جو متعلقہ ہے نیشنل اسمبلی کے ان کو بھی ہم بھیج سکتے ہیں ایک یہ بھی طریقہ ہے۔

سید عباس شاہ : جناب آپ نے دو issue اٹھائے ہیں۔ ایک یہ کہ کس کے خلاف ہونا چاہئیے۔ میرا Privilege اس آدمی کے خلاف ہے لیکن اس کا نام نہیں لکھا گیا۔ چونکہ ایک ایسی چیز میں لکھا ہے جو ہر آدمی پڑھتا ہے اور اس کی خاص ذمہ داری ہے قوم کے سامنے بھی اور اس کا نام ہے اخبار۔ اور اس اخبار میں تین آدمی ذمہ دار ہیں۔ پرنٹر پبلشر اور اس کا اڈیٹر۔ خواجہ صاحب نے کہا کہ anonymous آدمی کے کہنے پر۔ جناب اخبار میں جو کچھ

چھپ جاتا ہے۔ نیچے نام بہت کم لوگ پڑھتے ہیں کہ کس نے چھاپا ہے۔ میں خواجہ سے بڑے ادب سے اور بڑے مودب الفاظ میں کہوں گا کہ میں اس کو دو تین چار گالیاں لکھتا ہوں اور نیچے سے گمنام لکھتا ہوں تو خواجہ صاحب کو کیا تکلیف ہو گئی وہ کیا محسوس کریں گے۔ میں اس کی اگر integrity کو وہ کرتا ہوں۔ جناب جس وقت میں نے Privilege دیا اس دن نیشنل اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کہیں تھی۔ as a one organ of the Parliament میں حصہ ہوں اس سارے پارلیمنٹ کا as Senator, as National Assembly member یا اس کا اور legislator کا میں حصہ ہوں۔ and then he has said legislator ان ساری چیزوں کے باوجود I have to defend even اگر President کے خلاف لکھا جائے۔ تو آپ کہیں گے کہ President تو سینٹ نہیں ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو defend نہیں کر سکتا۔ I have to defend him, Sir, when I am available in the House, when this House is in session so it is the duty of the Senators to lookafter the parliamentarians, اگر وہ ہمیں بالکل ہی درمیان میں نہ ڈالتا legislator نہ بھی کہتے تب بھی میں کہتا کہ میری ڈیوٹی ہے کہ میں اسے defend کروں۔ جناب پھر دوسری بات یہ ہے کہ ایک اتنی بڑی insult، insult on the whole میں تو پہلے ہی کہہ چکا کہ اگر عباس شاہ میں برائی ہے، اگر کوئی ہاشمی صاحب کے خلاف لکھتا ہے تو Hashmi Sahib can defend himself in the court لیکن اگر وہ کہتا ہے کہ ہم سب، جس میں قاضی حسین احمد صاحب، عباس شاہ طارق چوہدری، گچکی صاحب ہر ایک آدمی۔ حافظ صاحب جو کہ واک آوٹ کر گئے سب کی یہی پوزیشن ہے۔ سب کو انہوں نے کہا کہ یہ ایسے ہیں۔ تو جناب So Sir, it is stopping the work, the integrity of the legislators اور لفظ legislator ہے۔ clear تو میں خود اور میرے کچھ رفقاء اس پر بہت clear ہیں کہ this is a breach of privilege and it must be admitted; کوئی ہم تھپڑ تو نہیں ماریں گے let us we should see, کہ

کیاپوزیشن ہے۔ کیوں ہمارے ساتھ ایسے ہو رہا ہے۔

(Interruption)

جناب چیئرمین : میں ذرا راجہ ظفرالحق صاحب کا view سن لوں۔

جناب منظور احمد گچکی : پوائنٹ آف آرڈر جناب۔ جناب جرنلسٹ آئے ہیں۔ انہوں نے جس بات پر احتجاج کیا ہے وہ یہ ہے کہ جس طرح ہمارے معزز رکن نے یہ کہا کہ ایسے بھی Parliamentarians ہیں کہ جن کا conduct اچھا نہیں ہے۔ بالکل اسی طرح یعنی ضروری نہیں ہے کہ یہ generalise کیا جائے جس طرح سے کہ letter میں دیا ہوا ہے۔ ان کا کہنا بھی یہی ہے کہ یہاں جرنلسٹ جو ہیں۔ ان میں سے وہ یقیناً ہو سکتے ہیں۔ لیکن جس طریقے سے انہوں نے generalize کیا ہے لالیکا صاحب نے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس میں ہماری بے عزتی ہے۔ اور اگر ان کے علم میں یہ بات ہے کہ ایسے صحافی ہیں جو پیسہ لیتے ہیں تو ان کو بے نقاب کریں اب اس طریقے سے generalise کر کے۔۔ یہاں پر ایسے اچھے صحافی ہیں کہ جو پاکستان میں نہیں بلکہ پورے برصغیر میں ان سے بہتر صحافی کوئی نہیں تو ان کا احتجاج ہے جی۔

جناب چیئرمین : لالیکا صاحب آپ کا مقصد بھی تو یہی تھا، ساروں کو تو آپ نے نہیں کہا۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا میرے پاس میرا مسودہ لکھا ہوا ہے میں نے یہ کہا ہے کہ اگر میں۔۔

(مداخلت)

میاں عالم علی لالیکا : میں نے زبانی نہیں کہا میرے پاس لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : دیکھیں، مختصر بات کریں آپ نے سب کو تو نہیں کہا۔

میاں عالم علی لالیکا: جناب والا میں بڑا clear ہوں نہ صرف زبانی، بلکہ میرے پاس موجود ہے میں اپنی تحریر پیش کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین : سیدھی سی بات ہے کہ سب کو تو نہیں کہا۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا سب کو نہیں کہا میں اپنی بات کے جواب میں اپنی تحریر پیش کر سکتا ہوں کہ اگر میں یہ کہوں کہ کچھ اخبار والے یوں کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین : بات ختم ہو گئی کہ آپ نے سب کو نہیں کہا غلط فہمی تھی وہ دور ہو گئی۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب والا پوائنٹ آف آرڈر، عرض یہ ہے کہ اگر آپ لالیکا صاحب کی تقریر کو یا ان کا جو نقطہ نظر ہے اب تو آپ بھی اس کو Protect کر رہے ہیں۔۔۔

جناب چیئرمین : میں کر رہا ہوں کیوں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا یہ مقصد نہیں ہے جناب منظور احمد گچکی۔ لیکن اگر آپ ان کی پوری تقریر کو دیکھیں اور پھر دوبارہ اس کا ریکارڈ لے آئیں تو اس میں بالکل یہ بات موجود ہے کہ انہوں نے generalise کیا ہے۔

جناب چیئرمین : اگر غلط فہمی تھی تو clarify ہو گیا ہے۔

جناب منظور احمد گچکی : میں سمجھتا ہوں کہ یہ غلط ہے اس لیئے کہ صحافی سارے بکے ہوئے نہیں ہوتے۔

جناب چیئرمین : اگر غلط فہمی تھی تو clarify ہو گیا ہے کہ انہوں نے کہہ دیا ہے کہ میں نے سب کو نہیں کہا نہ مقصد تھا اگر یہ سمجھا گیا ہے تو غلط ہے۔

میاں عبدالستار لالیکا : جناب والا ہر پیشے میں کچھ لوگ ہوتے ہیں لیکن یہ منصب سنبھالے ہوئے کچھ عرصہ ہو گیا ہے میں نے صحافت کے اندر بڑے بڑے بیباک، اچھے دیانتدار اور سچ بولنے والے صحافی بھی دیکھے ہیں اور ان کی اکثریت ہے صحافت کے اندر اکثریت ایسے لوگوں کی ہے جو اپنے ضمیر کے مطابق صحیح اور سچ لکھتے ہیں اور باقی جو ہے وہ ہر field میں ہوتے ہیں اس لیئے وہ بھی ہوتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ انہوں نے generalise نہیں کیا ہے۔

جناب چیئرمین : راجہ ظفر الحق صاحب۔

راجہ محمد ظفر الحق : جناب چیئرمین، آج کی جو تحریک استحقاق ہے اور جس ماحول میں وہ پیش کی گئی ہے اس کا تعلق ایک طرف تو پارلیمنٹ کی بالادستی سے ہے اس کے Privileges سے ہے اور دوسری طرف صحافت کے پیشے کے مقام سے بھی ہے کچھ عرصے سے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ صحافت کے اوپر شکایات کا دباؤ موجود ہے وہ کسی ایک شعبے کی طرف سے نہیں ہے صحافیوں کے اوپر سیاسی جماعتوں کا بھی ہے بعض کا بھی ہے اور سیاسی پارٹیوں کے علاوہ بھی بہت سے ایسے ادارے ہیں جن کی طرف سے صحافت کے اوپر دباؤ موجود ہے اور وہ کافی عرصے سے ہے آج سے نہیں ہے لیکن جہاں جمہوریت ہے وہاں اس بات کا ایک اصول مانا جاتا ہے کہ جتنی صحافت آزاد ہو گی جتنے ان کے طریقہ کار اور حالات کار بہتر ہوں گے احترام ہوگا، عزت ہوگی سہولتیں ہوں گی اس کا سارا فائدہ جمہوریت کو جمہوری اداروں کو انسانی حقوق کو ملے گا کیوں کہ ان کا اپنا ایک بڑا sensitive role ہے اور اس sensitive role کو بسا اوقات سمجھا جاتا ہے بسا اوقات نہیں سمجھا جاتا اور جو لوگ اس کو نہیں سمجھتے ان کا یہ خیال ہوتا ہے، غلط فہمی ہوتی ہے کہ شاید اپنے اختیارات کا اپنی پوزیشن کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں امریکہ کے صدر جیفرسن نے یہ کہا تھا کہ اگر صحافت اور حکومت کے درمیان ایک چیز کو چننا پڑے جمہوریت کی خاطر ملک کی بقا کی خاطر تو اس نے کہا I will choose journalism without hesitation یعنی اس کا اتنا بڑا مقام ہے اس لئیے جو public offices میں لوگ ہوتے ہیں members of the Parliament ممبران صوبائی اسمبلی ہوں ان کو۔۔۔ ٹھیک ہے بعض معاملات میں sensitivity ہونی چاہئیے اپنے privileges کے بارے میں اپنے مقام کے بارے میں لیکن وہ subject to fair criticism ضرور ہوتے ہیں اور وہ اخلاق کا ایک راستہ ہوتا ہے اور یہ اگر کوئی سمجھے کہ اس کے بارے میں یا اس ادارے کے بارے میں کوئی آدمی تنقیدی تحریر نہ کرے یا کوئی بات نہ کرے وہ ادارہ اپنی اصلاح کرنے کی بجائے اپنا مقام بہتر کرنے کی

بجائے اس کو نقصان ہوگا وہ اپنا رول ادا نہیں کر سکے گا۔اس لئے جو members of the Parliament ہوتے ہیں جو Parliaments ہوتی ہیں یا اس قسم کے جمہوری ادارے ہوتے ہیں ان کے اوپر تنقید ہوتی ہے اور ہر جمہوری ملک میں ہی ہوتی ہے اور اگر کوئی آدمی کسی اخبار کو خط لکھتا ہے اپنا نام دے کر یا نہ نام دے کر بہتر تو یہ ہے کہ کوئی اگر آدمی لکھے تو نام دے اور اخبارات بھی اس کا نام چھاپیں گمنام خطوط نہ چھاپیں لیکن اگر کوئی چیز چھپ جاتی ہے تو اس کے متن پر غور ہونا چاہئیے اور آج بھی تحریک استحقاق، جن صاحب نے بعد میں اس کی explanation دی ہے انہوں نے اس کے ہر الزام کو جزوی طور پر صحیح تسلیم کیا ہے انہوں نے کہا ایسے لوگ موجود ہیں۔

(مداخلت)

<u>سید عباس شاہ</u> : جناب والا ہم تنقید کو برا نہیں مانتے this is defamation which has been written میں صرف ان کو یہ correction دینا چاہتا ہوں Now he can say on that thing.

<u>راجہ محمد ظفر الحق</u> : برٹش پارلیمنٹ میں ایک صاحب نے کھڑے ہو کر یہ کہا Mr. Speaker, half of the members of the British Parliament are fools تو اس نے کہا کہ withdraw these words تو اس نے withdraw بھی اسی طریقے سے کیا کہ Mr. Speaker I withdraw because half of the members of this House are not fool یعنی آج اس طریقے سے اس کی explanation کی گئی کہ یہ لوگ موجود ہیں فلاں شعبے میں بھی موجود ہیں ہمارے اندر بھی موجود ہیں فلاں مافیا بھی موجود ہے لیکن سارے ایسے نہیں ہیں لکھنے والے نے بھی ایسے نہیں کہا کہ سارے ہی ایسے ہیں اس لیئے یہ اصلاحی مضمون تھا اصلاحی خط تھا ان کو اسی spirit میں لینا چاہئیے تھا اور اس لیئے اخبارات پر اس قسم کے پریشر لانے بند کر دینے چاہئیں تاکہ وہ زیادہ ذمہ داری سے زیادہ آزادی سے اپنا کردار ادا کر سکیں وہ ان جمہوری اداروں کے لیئے بھی بہتر ہوگا اس لیئے اس کو

تحریک استحقاق نہیں بنانا چاہئیے۔

سید عباس شاہ : جناب والا: مجھے افسوس ہے کہ راجہ صاحب جن کا علم کافی زیادہ ہے اور بہت پرانے پارلیمنٹیر ئین ہیں کہ انہوں نے یہ خط پڑھا ہی نہیں ورنہ وہ مجھ سے زیادہ اس کو plead کرتے جناب یہ تنقید نہیں، تنقید تو ہم سارا دن سنتے ہیں جب ہم اخبارات اٹھاتے ہیں تو ہم پر تنقید ہوتی رہتی ہے اور ہم تنقید سننے کو تیار ہیں میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس عرصے میں مارشل لا کے بعد اس کالے دور کے بعد وہ جو ڈکٹیٹر شپ کا دور تھا اس کے بعد ہمارے صحافیوں نے جو کردار ادا کیا ہے وہ قابل تحسین ہے لیکن جیسا کہ لالیکا صاحب نے کہا کہ ہم میں بھی ہیں ان میں بھی ہیں defamatory remarks اور قریباً آپ اس خط کو پڑیں تو ہر ایک کے متعلق ہیں اس میں نہ راجہ صاحب بچے ہیں نہ میں بچا ہوں نہ آپ بچے ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں ویسے سینیٹر کا کر نہیں ہے۔

Syed Abbas Shah: Sir, you tell me that you are not legislator.

میاں عالم علی لالیکا: آپ نے بار بار اس بات کا اظہار فرمایا ہے کہ ایم این اے اور ایم پی اے کا تذکرہ ہے سینیٹرز کا نہیں ہے میں آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں نویں لائین پر جناب والا وہ کہتے ہیں۔ Big Pajeros and cars with MPA/MNA plates are being misused rather they are used for crimes and other unlawful activities. Then there is a full stop. اب یہاں کہتے ہیں کہ These upstart public representatives جناب چیئرمین these upstart ان کی طرف وہ اشارہ کر رہے ہیں۔

میاں عالم علی لالیکا : مان لیتے ہیں اب آگے آجائیے یہ پیراگراف ختم ہوتے ہوئے۔۔۔

جناب چیئرمین : صرف مجھے غلط فہمی ہے یا خوش فہمی ہے کہ شاید لوگ آپ کو اس

کیٹیگری میں نہیں ڈال رہے۔

میاں عالم علی لالیکا : اللہ کرے نہ ڈالیں لیکن انہوں نے کوئی دقیقہ فروگزاشت کیا نہیں The lesson from this episode is that the silent majority of our country hates the semi-leterate legislators.

جناب چیئرمین : شاید مجھے خوش فہمی ہے آپ کا مقام پبلک میں اتنا زیادہ ہے سینیٹرز کا کہ وہ آپ کے بارے میں سوچتے نہیں ہیں۔

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا اور آگے آجایئے۔

(مداخلت)

میاں عالم علی لالیکا : جناب والا اور آگے آجایئے۔ "To avail the pleasure of being a super citizen, non-serious, ignorant, underserving, incompetent persons become our law-makers." اب کیا یہ حوالہ MPA's اور MNA's کے لیئے ہے "In the Assemblies they squabble for meanest privileges.

Mr. Chairman: In the Assemblies they.....

Mian Alam Ali Laleka: In the Assemblies they squabble for meanest...."

Mean کہتے ہیں کمینے کو۔ Mean کا ترجمہ کمینہ ہے کمینی مراعات کے لیئے جھگڑتے ہیں اس سے زیادہ وہ اور کیا کہہ سکتے ہیں۔ میں آگے اور آجاتا ہوں "The educated middle class and majority of the poor get disgusted with the entire hoax of democracy." آپ کہتے ہیں کہ وہ سینیٹرز ایم این ایز اور ایم پی ایز کو خط لکھنے والے صاحب نے جس آدمی کی یہ اختراع ہے اس نے democracy کو تمام کو hoax قرار دیا ہے پھر اس نے کہا ہے کہ "What a disgrace to Quaid-e-Azam's Pakistan...." قائداعظم کے پاکستان کی کتنی بے عزتی ہے۔

"....that the political power is being wielded by non-serious, egoistic and incomepetent band of persons."

اب کیااس میں سینیٹرز کوانہوں نے محفوظ رکھا ہوا ہے اور اگر اس سے یہ اختراع نکلتی ہو تو جناب والانہ صرف ایم این ایز ایم پی ایز اس نے کہا ہے۔

"My heart pains when I see my country freting under the heels of drug mafia, landed mafia and now the most dangerous of the mafias is the religious mafia in Pakistan."

وہ تو پارلیمنٹرین رہے ہی نہیں سینٹرز تک تو رہے ہیں نہیں۔ زراعت پیشہ کو انہوں نے رگیدا ہے۔ ڈرگ مافیا کو تو انہوں نے اچھا کیا ہے علماء حضرات پر انہوں نے ہرزہ سرائی کی ہے ان کا پیشہ صحافت کا بھی مقدس ہے ہم بھی برے نہیں ہیں۔

سید اقبال حیدر : جناب چیئرمین مشکور ہوں میں دو تین نکات کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں اس میں تو کوئی شک نہیں ہے۔

کہ وہ بات جس کا سارے فسانے میں ذکر نہ تھا

وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے

شاید دانستہ یا نادانستہ مصنف نے سینٹ کا ذکر نہیں کیا لیکن اس خط کے مصنف نے جہاں ممبران اسمبلی کے خلاف جو الفاظ استعمال کیئیے ہیں اس میں شک نہیں کہ وہ انتہا درجے کے توہین آمیز اور بدترین الفاظ ہیں اور یہ الفاظ ایک آمریت کے دلدادہ اور آمریت کے پروردہ گندے ذہن کی اختراع تو ضرور ہو سکتے ہیں کسی جمہوریت پسند کا یہ شیوہ نہیں بنتا کہ وہ اس طرح کے الفاظ استعمال کرے اور جو سب سے بڑی بات ہے اس خط میں ممبران اسمبلی کے بارے میں اخلاقیات پر واعظ دینے کے ساتھ ساتھ مصنف میں خود اتنی اخلاقی جرأت نہیں تھی کہ وہ اپنا نام ظاہر کرتا جو کہ ضروری تھا جو صحافت کے ناتے سے اہم نقطہ صحافیوں کی پیدا کردہ چیز نہیں اس خط کے چھاپنے پر صحافیوں کو الزام نہیں دیا جا سکتا کیونکہ یہ لیٹر ٹو دی ایڈیٹر جو ہے اس کا اداریہ سے یا ایڈیٹوریل پالیسی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہوتا

اور یہ ایک عوامی فورم ہے جہاں تمام عوام کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے خطوط اور جذبات کا اظہار کریں اس کا نہ صحافی سے تعلق ہے نہ صحافت سے تعلق ہے اور اس سلسلے میں صحافت کو یا اخبار کو یا صحافیوں کو عمومی طور پر تنقید کا نشانہ بنانا میرے خیال میں غیر منطقی ہوگا اور ناجائز ہوگا صحافت ویسے بھی ایک بڑے عذاب سے گزر رہی ہے اور اس privilege Motion کو اس شخص کے خلاف تو ضرور کہا جا سکتا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین : تو پھر کیسے کریں اس کا نام ہی نہیں ہے تو پھر کیا کیا جائے یہی سوال میں نے شاہ صاحب سے بھی کیا تھا۔

سید اقبال حیدر : جس کا نام ہی نہیں ہے تو زیادہ سے زیادہ آپ یہ کر سکتے ہیں آپ ایڈیٹر مسلم کو خط لکھیں اور اس کو کہیں کہ برائے مہربانی اس شخص کا نام ظاہر کریں آخری بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے گو اس خط میں انتہائی گھناؤنے گندے جمہوریت، عوام دشمن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے یہ بالکل دور مارشل لاء کا پروردہ شخص ہے وہی لکھ سکتا ہے لیکن اس کے جواب میں میرے کسی ایک ممبر اسمبلی نے خط نہیں لکھا اس کا بھی جواب دیا جانا چاہئیے اور میں چاہوں گا کہ تمام ممبران اسمبلی مختلف موقعوں پر اخبارات میں اتنے تنقیدی آرٹیکل ایڈیٹوریل اور لیٹر ٹو دی ایڈیٹر آتے ہیں اس کا جواب بھی دینا چاہئیے تھا اگر ہمارے کسی ساتھی کے جذبات اس سے مجروح ہوئے ہیں تاکہ بحث نکلے اور مختلف موضوعون کے اوپر ہمارے ممبران ایڈیٹوریل اور آرٹیکل لکھنے شروع کریں تو عوام کا ذہن بھی صاف ہو جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین : جناب گچکی صاحب۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب چیئرمین جناب راجہ صاحب نے ایک لمبی چوڑی تقریر میں آخر میں یہ کہہ دیا کہ یہ Privilege Motion نہیں بنتا کیونکہ admissibility کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی چیزیں آرہی ہیں پہلے تو میں admissibility پر آؤنگا قائدہ ۶۲ کے تحت یہ ہر جگہ صحیح آتا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ Privilege Motion بنتا

ہے۔۔۔

<u>جناب چیئرمین</u> : کس کے خلاف بنتا ہے یہ سوال ہے۔ باقی چیزوں پر میں clear ہوں۔

<u>جناب منظور احمد گچکی</u> : جناب میں اس پر آرہا ہوں جناب والا میں یہ کم از کم اس حد تغ جانتا ہوں جب بھی کوئی شخص کوئی لیٹر لکھتا ہے وہ اپنا نام لکھتا ہے اور کبھی کبھی ان کو یہ کہہ کر لکھتا ہے کہ میرے نام کو disclose نہ کیا جائے لیکن جناب والا جتنے بھی اچھے اخبارات ہیں وہ باقاعدہ ان ناموں کا اندراج کرتے ہیں اور ان کے پاس وہ نام ہے یہاں پر فرضی نام دیا ہوا ہے لیکن اس جرنلسٹ یا اس ادارے کو یہ پتہ ہوتا ہے کہ یہ لیٹر کس نے لکھا ہے مجھے یقین ہے کہ مسلم کے ہاں اس شخص کے صحیح نام کا ریکارڈ ہے اور اگر اس سے پوچھا جائے تو وہ اس کا نام Produce کر دیگا۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کس طریقے سے پارلیمنٹرین کو بدنام کرنے کی کوشش کی ہے جناب والا ہمارے ہاں ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ طوفان کے آنے سے پہلے کچھ smell آتی ہے اور اس کے بعد آدمی کو پتہ چلتا ہے کہ طوفان آنے والا ہے جناب والا اس ملک میں ہمیشہ سے یہ وطیرہ رہا ہے کسی نہ کسی طریقے سے پارلیمنٹ کے ممبران کو اس August House کو یا اس کو اس طریقے سے لوگوں کے سامنے بنام کیا جائے اور اس طریقے سے expose کیا جائے کہ لوگوں کی ہمدردیاں ختم ہو جائیں اور جس وقت لوگوں کی ہمدردیاں ختم ہو جاتی ہیں وہاں پر ان تمام طالع آزماؤں کو موقع مل جاتا ہے کہ پھر وہ اپنے کرتب دکھائیں۔ جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ یہ خط بھی کسی ایسے شخص نے لکھا ہے کہ وہ اسی نقطہ نظر کا مالک ہے یا اسے لکھوایا گیا ہے یا اس نے خود لکھا ہے بہر حال اس کا ایک نقطہ نظر ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ اس کا طریقہ ہے اب رہا کہ ہم کس طریقے سے اس کو find out کریں کہ یہ کون ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر مسلم کے ادارے کو approach کیا جائے اب یہ آپ کا کام ہے کہ کس طریقے سے کمیٹی کے حوالے آپ کریں گے یا ویسے ہی generally آپ اس سے پوچھوائیں گے میں سمجھتا

صاحب نے کہی کہ آپ کا یہ ایک مسئلہ پیدا ہوا ہے اور اس کو یہ ایوان خود حل کر سکتا ہے، یہ بات درست ہے اور ہم اس کو حل کرنے کی کوشش بھی کریں گے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ایک مسئلہ پیدا ہوا ہے وہ مسئلہ آئندہ بھی پیدا ہو سکتا ہے تو پھر کیوں نہ ہم اس کے اوپر ایک واضح موقف اختیار کر لیں تاکہ آئندہ اس قسم کا مسئلہ پیش ہی نہ آئے یہی وہ سبب تھا جو میں نے Point of Order پر کہا اور یہ کہہ دینا کہ آپ صرف اجلاس summon کرنا چاہتے ہیں تو جب وہ summon ہو گیا تو آپ کی خواہش یہی ہو گی یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ جو اجلاس ہم summon کرنا چاہتے تھے اس کا مقصد اور اس کی نوعیت مختلف تھی اس کو بلانے والا مختلف تھا اور اس کو prorogue کرنے والا مختلف تھا لہٰذا دونوں ایک کیسے ہو گئے؟ جو صدر صاحب نے بلایا وہ مختلف تھا صدر صاحب نے اجلاس......

<u>جناب چیئرمین</u> : اگر آپ اس پر تھوڑی سی روشنی ڈالیں کہ آپ نے فرمایا کہ اس کا مقصد اور تھا تو مقصد جو وہ کیسے اور تھا؟ اگر آپ ایک اجلاس بلاتے ہیں......

<u>جناب محمد طارق چوہدری</u> : جناب والا! آپ سوال بعد میں کر لیں۔ میں جواب دے دوں گا اس وقت میں اپنا موقف واضح کر لوں۔ تو جناب والا گزارش یہ ہے کہ جو اجلاس صدر صاحب نے بلایا اس کا مقصد حکومت کا کوئی agenda تھا یا کوئی مرضی تھی یا کوئی خواہش تھی اس کے مطابق انہوں نے بلایا تھا۔

<u>جناب چیئرمین</u> : نہیں، اس میں یہ غور کریں کہ جو اجلاس صدر بلاتے ہیں اس میں بھی یہ نہیں لکھا ہوا کہ کیا discuss ہو گا۔ وہاں پر لکھا ہے کہ President may summon اس طرح آپ مجھے جو دیتے ہیں آئین میں کچھ نہیں لکھا ہوا کہ کیا ہو گا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ مجھے requisition دیں میں summon کر لوں گا۔ بعد میں کیا ہوتا ہے وہ تو business جو آپ دیں گے وہ ہو گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آپ جو requisition اجلاس کا business دیتے ہیں وہ کیا قانونی لحاظ سے پابند ہوں کہ اس business کو لاؤں۔ اس کے بارے میں مجھے بتائیں۔

جناب طارق محمود چوہدری : میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو اجلاس صدر صاحب نے

بلایا......

جناب چیئرمین : تو یہاں پر ۲۲ چاہئیں۔

جناب خلیق الزمان : مقصد یہ ہے کہ مخصوص مسئلے Bosnia کے اوپر ہی

requsition کر رہے ہیں

Makhdoom Khaliq-uz-Zaman : If this could help you I have brought this newspaper. If you go through it you can see that today there has been a reporting in this newspaper "The News". It starts from the front page-COA invited to visit India. Well that is not relevant but further on if you go inside the paper it says that Pakistan had been closely coordination with OIC Member countries to ensure effective action by the United Nationals Security Council to reverse backarian over Bosnia aggression. further it says, the spokesman said that Pakistan needed total of ninety signatures-a simple majority in the General Assembly to have a special session requisitioned

جناب چیئرمین : تو کیا یہ ۲۲ چاہیے ہیں؟

مخدوم خلیق الزمان: نہیں، مقصد کہ اس مخصوص مسئلے (Bosnia) کے اوپر ہماری

requisition کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : پتہ نہیں کہ ان کے کیا rules ہیں۔ میں تو آپ کے اپنے rules کی بات کر رہا ہوں کہ آپ کے rules کے مطابق اس وقت جو وقت میرے سامنے ہے اس پر میں چاہوں گا کہ طارق صاحب اور حضرات روشنی ڈالیں......

Makhdoom Khaliq-uz-Zaman : Sir, yesterday you said if I have correctly understood, to our honourable Members that if there is any example in Parties Act or conference whatever the Acts are that we should bring it before you, so this is something which is an example before us in the United Nations where Pakistan and other OIC members have requisitioned or trying to requisition the United Nations session on a particular agenda where you have an example. I just wanted to bring to your notice. You said any example. This is

one of the examples Sir, in front of you, Thank you, Sir.

قاضی حسین احمد: اس کے بارے میں یہ ہے کہ 10% members of Company are for special session. اور ڈائریکٹرز کے پاس یہ اختیار نہیں ہے کہ ان کی اس demand کو وہ رد کر دیں۔

جناب چیئرمین : نہیں، اختیار تو میرے پاس بھی نہیں ہے۔

قاضی حسین احمد : نہیں، اس کے ساتھ یہ ہے کہ وہ جو ان کو اپنی requsition کرنے کا لکھا ہوا purpose دیں گے اور وہ پابند ہیں کہ......

جناب چیئرمین : ۱۵۹ میں لکھا ہوا ہے کیونکہ قاضی صاحب یہاں پر یہ دقت ہے......

قاضی حسین احمد : اس میں لکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں، یہاں پر یہ دقت آ رہی ہے جو میں چاہتا ہوں کہ ممبران اس پر غور کریں وہ یہ ہے کہ صدر کو 54(1) کے تحت اجلاس بلانے کا اختیار ہے وہاں پر کچھ نہیں لکھا ہوا کہ وہ summon کیوں کرے گا کیسے کرے گا اس کی وجوہات دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہاں پر لکھا ہوا ہے کہ 'President may semmon from time to time' تو وہ جب چاہیں summon کر لیتے ہیں اسی 54(3) میں جب آپ requisition دیتے ہیں اس میں لکھا ہوا ہے کہ chairman shall summon۔ آپ مجھے دے دیں۔ I shall summon ہو گیا اب اس کے بعد صدر جناب summon کرتے ہیں تو کیا ہوتا ہے یا Chairman جب summon کرتے ہیں تو کیا ہوتا ہے؟ تو اس میں جس طرح لالیکا صاحب نے کہا تھا بظاہر تو یہی بات ہے کہ rule جو لکھا ہوا وہ یہ ہے کہ جب آپ Session شروع کریں گے تو اس میں Private Members Day ہو گا اور باقی days پر کوئی private business discuss نہیں ہو گی Government business ہو گی اس میں یہ لکھا ہوا ہے کہ پہلا گھنٹہ Question hour ہو گا پھر Privilege Motion ہو گا Adjournment Motion ہو گا، یہ rules میں لکھا ہوا ہے۔ اب

طارق صاحب کی جو requsition اور استدلال یہ ہے کہ جب ہم requisition کرتے ہیں تو ہم ایک agenda دیتے ہیں اور آپ مجبور ہیں کہ اس ایجنڈے پر بات کریں بحث کروائیں اگر یہ بات مان لی جائے تو پھر اس requisition کی اہمیت کو ایک اور تناظر میں دیکھا جائے گا اب اس کے لیے یہ جو بات کر رہے ہیں کہ ہم جب agenda دیتے ہیں تو اس پر غور کرنا ہے اس میں دو مشکلات ہیں پہلی چیز تو یہ ہے کہ rules میں کچھ نہیں ہے۔ اگر کوئی مثال مل جائے جس طرح کہ انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ میں ہے تو وہ دیکھ لیتے ہیں کہ وہاں پر کیا ہوتا ہے لیکن rules میں نہیں ہے۔ کوئی مثال فی الحال نظر نہیں آرہی۔ دوسری دقت یہ ہے کہ چلیں میں ان کی بات مان لیتا ہوں میں Session کی requisition کرتا ہوں اور اس میں ایک خاص agenda رکھ دیتا ہوں اب جب میں ایجنڈا رکھ دیتا ہوں تو اکثریت کہتی ہے کہ ہم یہ بات کرنے کو تیار نہیں۔ وہ مجھے ایک motion دے دیتے ہیں اور اس کو over ride کر دیتے ہیں تو پھر میں کیا کروں گا۔ اس بارے میں سوچنا پڑے گا کیونکہ یہ مشکلات ہیں۔

قاضی حسین احمد : میں عرض کرتا ہوں کہ برٹش پارلیمنٹ کی روایات میں ایک روایت یہ ہے کہ وہ اقلیت کو بات کرنے کا حق دیتے ہیں۔ وہ جو مواقع دیتے ہیں ان کی بہت زیادہ حفاظت کرنی چاہیئے تاکہ اقلیت کا حق نہ چھن جائے۔ ہمارے دستور کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اقلیت کو یعنی ۲۲ ممبران کو requsition session حق دیا ہے کرنے کا۔ اقلیت کو یہ حق دیا ہے کہ وہ جس بات پر بات کرنا چاہیں اس پر بات ہو جائے اور یہ حق جو ہے اس میں ہماری روایات ہونی چاہئیں اور آپ ان روایات کے محافظ ہیں۔

جناب چیئرمین : یہی تو میں سمجھنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ یہ حق کیا ہے۔ یہ سمجھنے کی چیز ہے کہ کیا summon کرنا حق ہے۔ تو وہ حق تو آپ کا ہے اگر ۲۲ ممبر requiston دیں گے تو Session summon ہو جائے گا اگر member نہ بھی summon کریں اور اگر ان کو کوئی مجبوری نہیں ہے جس طرح وہ ۹۰ دن کی ہے اور وہ نہیں سمن کرنا چاہتے

تیسری چیز یہ ہے کہ مجموعی طور پر پچھلے دور میں یہ تاثر آیا کہ ہارس ٹریڈنگ ہوئی، اصطبل بک گئے، اتنے ایم این اے بکے۔ تو اس سارے معاملے کا اگر آپ جائزہ لیں تو اس ۲۳۷ کے ہاؤس میں سے پانچ ممبروں نے floor crossing کی، یہ کیسے وقت میں کی۔۔جب دونوں طرف سے ان کو کروڑوں روپوں اور وزارتوں کی offers تھی، یعنی offers بہت بڑی تھی، دونوں طرف سے تھی لیکن اس کے باوجود فلور کراس کرنے والوں کی تعداد پانچ تھی جس میں سے دو کے بارے میں، میں ذاتی طور پر جانتا ہوں کہ انہوں نے اپنی لوکل مجبوریوں کی وجہ سے فلور کراسنگ کی، اس طرح تین آدمیوں کے اوپر شک رہ جاتا ہے کہ انہوں نے پیسے لیئے ہوں گے۔۔اچھا۔۔اب اگر آپ اس کی percentage نکالیں تو ایک فیصد بنتی ہے۔ایک فیصد آدمی بکے تھے، میں نے ایک دن کسی ایک فوجی افسر سے یہ بات کہی تھی کہ حضور، صرف ایک فیصد پارلیمنٹرین نے فلور کراسنگ کی تو اس پر پورے پاکستان کے عوام نے، پورے میڈیا نے، پوری سول سروس نے پوری فوجی جنتا نے اس پر نان کیا میں نے کہا کہ جناب اگر آپ مجھے اجازت دیں۔۔ آپ کے ۱۵۔۱۶ بڑے سینئر افسر ہوتے ہیں، ان میں سے میں دو تین کی رائے چینج کروا دیتا ہوں اس طرح سے دو تین کی رائے چینج ہو تو یہ اس طرح ۳۳۔۳۴ فیصد بن جاتا ہے۔

اس لحاظ سے اگر ہمارے پارلیمنٹرین کا جو قدم اٹھا ہوا ہوتا ہے اگرچہ وہ کم برائی کریں یا برائی کرنے والے تھوڑے ہوں لیکن چونکہ یہ عوامی نمائندے ہیں لہٰذا بات وہاں تک جاتی ہے چاہیے ہمیں کہ ہم ان کے اوپر نان توڑنے کی بجائے مجموعی طور پر اپنا conduct ہے اس کو تھوڑا سا چینج کر لیں، تھوڑا سا اس کو polite کر لیں" تھوڑا سا اس کو بہتر کر لیں۔ تو اس بات کو جتنا آپ آگے بڑھاتے جائیں گے اتنا ہی ہمیں چند آدمیوں کی وجہ سے نقصان ہوگا۔یہی میری گزارشات ہیں۔

<u>جناب چیئرمین</u> : ٹھیک ہے جی، تو اس پر میں اپنی رولنگ reserve کرتا ہوں۔

(مداخلت)

<u>ایک معزز رکن</u> : اس بل کو آج لے لیا جائے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : انشاءاللہ ۱۵ تاریخ کو take up کریں گے۔ lapse کب ہو گا۔

<u>میاں عبدالستار لالیکا</u> : ۱۶ تاریخ کو۔

<u>جناب چیئرمین</u> : ٹھیک ہے، ۱۵ کو اسے take up کریں گے۔ اب اجلاس صبح کو رکھیں یا شام کو۔

(مداخلت)

<u>جناب چیئرمین</u> : یہ بل ہے اس پر غور ہونا ہے، اس لئے اجلاس صبح کو رکھ لیتے ہیں تاکہ گر صبح کے اجلاس میں یہ کام مکمل نہ ہو سکے تو شام بھی اجلاس رکھ سکیں۔

<u>سید اقبال حیدر</u> : جناب والا، صبح کو وقت ہو گی۔

(مداخلت)

<u>چوہدری امیر حسین</u> : جناب، صبح کو رکھا جائے۔

(مداخلت)

<u>جناب چیئرمین</u> : منسٹر صاحب کیا کہتے ہیں۔

<u>چوہدری امیر حسین</u> : صبح کو رکھیں۔

Mr. Chairman: O.K., adjourned to ten O'clock on 15th of August.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning on Sunday, the 15th of August, 1992]

PCPPI-539(96) Senate-29-2-2000-150.